3

١٩٨٥

1988 -

1985

المرشد

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ ایپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ ایپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور ایپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1- مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2- مشکوٰۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔ 3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہیں آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہیں پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔ 4- اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔ 5- حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6- ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7- پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8- اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9- سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا ایپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255

جلد ۶ | جنوری ۱۹۸۵ء مطابق ربیع الثانی ۱۴۰۵ھ | شمارہ ۴

ماہنامہ المرشد

دینی اصلاحی تصوف اور علم سلوک کا واحد مجلہ

بیاد
حضرت العلام
مولانا
اللہ یار خان صاحب
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست
حضرت مولانا
محمد اکرم صاحب مدظلہ

مدیر مسئول
پروفیسر حافظ
عبدالرزاق صاحب
ایم، اے
(عربی اسلامیات)

اس شمارے میں

- اداریہ بصائر و عبر (مدیر)
- اسرار التنزیل مولانا محمد اکرم صاحب
- تصوف کی ضرورت سید علی شاہ
- مجالس علم و عرفان الحاج محمد حبیب الرحمان

چکوال جہلم
پاکستان

برائے رابطہ:
"دار العرفان" منارہ
ضلع جہلم

مدیران اعزازی
مولانا اللہ بخش زاہد
ایم اے (معاشیات)
ابوطلحہ

بدل اشتراک
چندہ سالانہ ۴۵ روپے ششماہی ۲۵ روپے فی پرچہ ۴ روپے
بیرون ممالک سے بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ چندہ
مشرق وسطی ۱۲۰ روپے یورپ ۱۴۰ روپے
لیبیا ۱۵۰ روپے امریکہ ۱۶۰ روپے

سول ایجنٹ
مدنی کتب خانہ
گنپت روڈ
لاہور

حافظ عبدالرزاق پبلشر نے منہاج الدین پرنٹر اصلاحی شرکت پرنٹنگ پریس نسبت روڈ لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ المرشد الحسنات منزل چکوال ضلع جہلم سے شائع کیا

ماہنامہ المرشد چکوال (جہلم)

جلد ۶	ماہِ جنوری ۱۹۸۵ء	شمارہ ۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

بصائر و عبر

عموماً ایرانی انقلاب کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے، اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ، کا ایک دقیع مقالہ (جو "الفرقان لکھنؤ" مارچ، اپریل ۸۴ء میں شائع ہوا ہے) جس کی افادیت اور اہمیت کے پیشِ نظر قارئین بینات کے لئے بصائر و عبر کی جگہ پیش کیا جاتا ہے۔ (ادارہ)

ہمارے اس زمانے میں پروپیگنڈہ کیسی غیر معمولی اور کتنی مؤثر طاقت ہے اور کسی غلط سے غلط بات کو حقیقت باور کرا دینے کی اس میں کس قدر صلاحیت ہے، اس کی تازہ مثال جو آنکھوں کے سامنے ہے وہ پروپیگنڈہ ہے جو موجودہ ایرانی حکومت کی طرف سے اپنے سفارت خانوں اور ایجنٹوں کے ذریعہ امام[1] روح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی "خالص اسلامیت" اور اس سلسلہ میں اسلامی وحدت اور شیعہ سنّی اتحاد کی دعوت کے عنوان سے کیا جا رہا ہے۔ اس مقصد کے لیے کانفرنسوں پہ کانفرنسیں بلائی جا رہی ہیں۔ جن میں دُنیا بھر کے ملکوں سے ایسے نمائندے بلائے جاتے ہیں جن کے متاثر ہونے اور اپنے مقصد میں فائدہ اُٹھانے کی توقع ہوتی ہے

---

[1] چونکہ ایرانی انقلاب کے قائد روح اللہ خمینی صاحب کے معتقدین اُن کے لیے لازماً "امام" کا لفظ لکھتے ہیں اس لئے ہم نے بھی ان کے احساسات کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے لیے یہ لفظ استعمال کرنا مناسب سمجھا ہے ہمارے رائے اور ہمارا نقطۂ نظر ناظرین کو ان صفحات سے معلوم ہو جائے گا۔

اس کے علاوہ مختلف ملکوں اور مختلف زبانوں میں کتابوں، کتابچوں، پمفلٹوں اور رسائل و اخبارات کا ایک سیلاب جاری ہے، کم از کم راقم سطور نے اپنی ستر سالہ شعوری زندگی میں نہیں دیکھا کہ کسی حکومت یا کسی سیاسی پارٹی کی طرف سے ایسے وسیع پیمانے پر اور ایسا فنکارانہ اور مؤثر پروپیگنڈہ کیا گیا ہو ــــ ہمارے اس دور کی حکومتیں زمانہ جنگ میں جس طرح اسلحہ اور دوسرے جنگی وسائل پر بے دریغ اور بے حساب دولت خرچ کرتی اور اُس کے لیئے حکومتی خزانے کا گویا منہ کھول دیتی ہیں، معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ ایرانی حکومت اسی طرح اس پروپیگنڈہ پر ملک کی دولت پانی کی طرح بہا رہی ہے ــــ اسی مہینے مارچ کے شروع میں ضلع مراد آباد کے دیہات کے ایک صاحب کسی ضرورت سے لکھنؤ آئے، راقم سطور سے بھی ملے، انھوں نے بتلایا کہ ہمارے علاقے میں گاؤں گاؤں اس سلسلہ کا لٹریچر پہنچ رہا ہے ــــ

بارش کی طرح برسنے والے اس لٹریچر اور اس پروپیگنڈے سے کلمۂ اسلام کی سربلندی اور "اسلامی حکومت" کے قیام کی تمنا اور خواہش رکھنے والے ہر اُس شخص کا متاثر ہونا فطری بات ہے جو شیعیت اور شیعیت کی تاریخ سے اور اس وقت کے ایران کے اندرونی حالات اور وہاں کی سنی آبادی کی حالتِ زار سے، امام رُوح اللہ خمینی کی شخصیت اور ان کے برپا کیئے ہوئے انقلاب کی اُس فکری و مذہبی بنیاد سے واقف نہ ہو۔ جو خود امام خمینی نے اپنی تصانیف خاص کر اپنی کتاب "ولایۃ الفقیہ او الحکومۃ الاسلامیہ" میں پوری وضاحت سے بیان کی ہے ــــ یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی بنیاد ہے ــــ اور اس کتاب کو بھی صحیح طور پر وہی سمجھ سکتا ہے جو شیعیت سے واقف ہو۔ اور اُس نے مذہب شیعہ کا مطالعہ کیا ہو۔

اس موقع پر راقم سطور اس واقعی حقیقت کے اظہار میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا کہ ہمارے عوام اور کالجوں، یونیورسٹیوں کے تعلیمیافتہ حضرات اور صحافیوں، دانشوروں کا کیا ذکر، ہم جیسے لوگ جنھوں نے دینی مدارس اور دارالعلوموں میں دینی تعلیم حاصل

کی ہے اور عالم دین کہے اور سمجھے جاتے ہیں، عام طور سے شیعہ مذہب کے بنیادی اصول و عقائد سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ سوائے اُن کے جنہوں نے کسی خاص ضرورت سے ان کی کتابوں کا مطالعہ کیا ہو ــــ خود اس عاجز راقم سطور کا حال یہ ہے کہ اپنی مدرسی تعلیم اور اس کے بعد تدریس کے دور میں بھی شیعہ مذہب سے میں اُس سے زیادہ واقف نہیں تھا جتنا ہمارے عام پڑھے لکھے لوگ واقف ہوتے ہیں (اور واقعہ یہ ہے کہ اس کو واقفیت سمجھنا ہی غلط ہے) ــــ پھر ایک وقت آیا کہ بعض اُن علمائے اہلِ سُنّت کی کتابوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوُا جنھوں نے مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کو اچھی طرح دیکھ کے اس موضوع پر لکھا ہے (ان میں مولانا قاضی احتشام الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ کی کتاب "نصیحۃ الشیعہ" خاص طور پر قابل ذکر ہے، اس موضوع پر سب سے پہلے یہی کتاب راقم سطور کے مطالعہ میں آتی تھی، یہ اب سے کچھ کم سو سال پہلے کی تصنیف ہے۔ اس کا اندازِ بیان سنجیدہ و متین ہونے کے ساتھ بڑا دلچسپ بھی ہے اس کے علاوہ اس موضوع پر کبھی کبھی حضرت مولانا عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی علیہ الرحمہ کی بعض تصانیف بھی مطالعہ میں آئیں۔ اس کے بعد میں سمجھنے لگا تھا کہ شیعہ مذہب سے میں واقف ہوگیا ــــ لیکن جب حال میں ایرانی انقلاب کے سلسلے کے اس پروپیگنڈے کو جس کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے اور اس کے اثرات کو دیکھ کر اس موضوع پر لکھنے کا داعیہ پیدا ہوُا اور میں نے اس کو دینی فریضہ سمجھا تو شیعیّت سے ذاتی اور براہِ راست واقفیّت کے لئے میں نے مذہب شیعہ کی بنیادی اور مستند کتابوں کا اور خود امام خمینی کی تصانیف کا مطالعہ ضروری سمجھا چنانچہ گزشتہ قریبًا ایک سال میں ــــ اس حالت میں کہ عمر اسّی سے متجاوز ہو چکی ہے، اور اس عمر میں ظاہری و باطنی قویٰ میں جو ضعف و اضمحلال فطری طور پر پیدا ہو جانا چاہیئے وہ پیدا ہو چکا ہے، اس کے علاوہ ہائی بلڈ پریشر کا مریض بھی ہوں اور اس کی وجہ سے لکھنے پڑھنے کی صلاحیت بہت متاثر ہوگئی ہے، بہرحال اسی حالت میں ــــ ان کتابوں کے کئی ہزار صفحات پڑھے اور اب معلوم ہوُا کہ میں شیعہ مذہب کے ۹/۱۰ حصے سے بھی واقف نہیں تھا اور اس کے مطالعہ ہی سے یہ بات سامنے

آئی کہ امام خمینی کے برپا کئے ہوئے ایرانی انقلاب کی حقیقت و نوعیت کو شیعیت سے اچھی واقفیت کے بغیر نہیں سمجھا جا سکتا، کیونکہ مذہب شیعہ کا بنیادی عقیدہ" امامت " اور امام آخرالزمان (مہدی منتظر) کی "غیبت کبریٰ" کا شیعی عقیدہ ونظریہ ہی اس انقلاب کی اساس و بنیاد ہے۔

اس موقع پر راقم سطور اس حقیقت کا اظہار بھی مناسب سمجھتا ہے کہ مذہب شیعہ سے ہمارے علمائے اہلسنت کے واقف نہ ہونے کی خاص وجہ یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں ــــ اور جہاں تک اس عاجز کی واقفیت اور مطالعہ ہے دنیا کے ادیان و مذاہب میں سے صرف شیعہ مذہب میں ــــ اپنے دین و مذہب کو چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کا سخت تاکیدی حکم ہے ــــ اس سے ہماری مراد شیعہ مذہب کی وہ خصوصیت اور وہ تعلیم نہیں ہے جو "تقیہ" کے عنوان سے عوام میں بھی معروف ہے، بلکہ تقیہ سے الگ یہ مستقل باب ہے اور کتب شیعہ اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات میں اس کا عنوان "کتمان" ہے جس کے معنی چھپانے اور ظاہر نہ کرنے کے ہیں۔ اور تقیہ کا مطلب ہوتا ہے اپنے قول یا عمل سے اصل حقیقت اور واقعہ کے خلاف ظاہر کرنا اور اس طرح دوسرے کو دھوکے میں مبتلا کرنا ــــ ان دونوں کا تفصیلی بیان اور ان کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور ان کے آئمہ معصومین کے ارشادات انشاء اللہ اس مقالہ میں بھی اپنے موقع پر ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں گے[1]

اس وقت تو اس کے حوالہ سے صرف یہ عرض کرنا ہے کہ مذہب شیعہ کی اس تعلیم کا قدرتی نتیجہ یہ ہوا کہ جب تک پریس کے ذریعہ عربی فارسی کی دینی کتابوں کی طباعت کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تھا اور ہاتھ ہی سے کتابیں لکھی جاتی تھیں ہمارے علماء عام طور سے مذہب شیعہ سے ناواقف رہے کیونکہ وہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء ہی کے پاس ہوتی تھیں اور وہ کسی غیر شیعہ کو ان کی ہوا

---

[1] ناظرین کرام کتمان کی تاکید کے سلسلہ میں ان کے امام معصوم امام جعفر صادق کا ایک ارشاد یہاں بھی ملاحظہ فرمالیں ــــ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتاب "اصول کافی" میں ان کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے انکم علی دین من کتمه اعزه الله ومن اذاعه اذله الله (اصول کافی ص ۴۸۵ طبع لکھنؤ)

"تم ایسے دین پر ہو کہ جو اس کو چھپائے گا اللہ تعالیٰ اس کو عزت عطا فرمائے گا اور جو کوئی اس کو شائع اور ظاہر کرے گا اللہ اس کو ذلیل ورسوا کرے گا"۔

بھی نہیں لگنے دیتے تھے ــــــ ہماری فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں نکاح یا ردّۃ کے ابواب میں شیعوں کے بارے میں جو لکھا گیا ہے اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک نہیں رہتا کہ ان کے واجب الاحترام مصنّفین کی نظر سے شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں بالکل نہیں گزریں اس لئے شیعوں کے بارے میں بس وہی باتیں لکھی ہیں جو مشہور عام تھیں یا تاریخ کی کتابوں میں جن کا کچھ تذکرہ کیا گیا ہے ــــ فتاویٰ عالمگیری، جواب سے قریباً تین سو سال پہلے عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے دورِ حکومت میں فقہ کے ماہر علماء و اصحابِ فتویٰ کی ایک جماعت نے مرتب کیا تھا اُس کے مطالعہ سے بھی یہی اندازہ ہوتا ہے ــــ اور علامہ ابن عابدین شامی جن کا زمانہ اب سے قریباً ڈیڑھ سو سال پہلے کا ہے اُن کی کتاب "ردالمحتار" جو فقہ حنفی کی مستند ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے ۔اس میں بھی شیعوں کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے اُس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی کتابیں ان کی نظر سے بھی نہیں گزریں ــــــ اس سے زیادہ عجیب اور حیرت انگیز بات یہ ہے کہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ نے (جن کا زمانہ اب سے قریباً چار سو سال پہلے کا ہے) اپنے بیسیوں مکتوبات میں مذہب شیعہ اور شیعوں کے بارے میں کلام فرمایا ہے اس کے علاوہ اس موضوع پر ان کا فارسی زبان میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے جو انھوں نے علماء ماوراء النہر کی تائید میں لکھا تھا (یہ رسالہ "ردّ روافض" کے نام سے اُن کے مجموعہ، مکتوبات کے ساتھ شائع ہوتا رہا ہے) ان سب کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں حضرت مجدد علیہ الرحمہ کو بھی نہیں ملی تھیں ــــ پھر اس کے قریباً ایک صدی بعد بارہویں صدی ہجری کے وسط میں جب حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کا قیام مدینہ منورہ میں تھا تو انھوں نے اپنے اُستاد شیخ ابو طاہر کردیؒ کی فرمائش پر حضرت مجددؒ کے اس رسالہ "ردّ روافض" کا عربی ترجمہ کیا اور اس پر اپنی طرف سے جابجا تعلیقات بھی لکھیں[1]۔اس کے علاوہ شاہ صاحب نے شیعیت کے خلاف مذہب اہل سُنّت کے

[1] حضرت شاہ ولی اللہ کا یہ عربی رسالہ ابھی تک طبع نہیں ہوا تھا مختلف کتب خانوں میں اس کے قلمی نسخے تھے ابھی حال میں مولانا ابوالحسن زید دہلوی نے اپنے اہتمام سے اس کو شائع کرایا ہے اس کے ساتھ حضرت مجددؒ کا اصل فارسی رسالہ "ردّ روافض" بھی شامل ہے اس کا نام "المجموعۃ السنیۃ" ہے ۔شاہ ابوالخیر اکیڈمی، شاہ ابوالخیر مارگ دہلی نمبر ۶ سے طلب کیا جا سکتا ہے کتب خانہ الفرقان سے طلب کیا جا سکتا ہے

اثبات میں دو ضخیم کتابیں بھی تصنیف فرمائیں جو مشہور و معروف اور مطبوع ہیں۔ ازالۃ الخفاء اور قرۃ العینین ــــ اور یہ دونوں کتابیں شاہ صاحب کی وسعتِ علم، دقتِ نظر اور استدلال کا آئینہ ہیں ــــ لیکن ان سب چیزوں کے مطالعہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ مذہب کی بنیادی کتابیں "الجامع الکافی" وغیرہ جن کے مطالعہ کے بغیر مذہب شیعہ سے پوری واقفیت نہیں ہوسکتی) ان کو بھی نہیں ملی تھیں ــــ ہمارے نزدیک ایسا اسی وجہ سے ہوا کہ ان کتابوں کی طباعت کے دور سے پہلے یہ کتابیں صرف خاص خاص شیعہ علماء کے پاس ہی ہوتی تھیں اور وہ اپنے ائمہ معصومین کے تاکیدی حکم کتمان کی تعمیل میں دوسروں کو نہیں دکھلاتے بلکہ ان کی ہوا بھی نہیں لگنے دیتے تھے ــــ اس دور میں علمائے اہلِ سنّت میں سے بعض خاص ہی حضرات اپنی غیر معمولی کوششوں سے ان کتابوں کو کسی طرح پا سکے ان میں شاہ ولی اللہؒ کے صاحبزادے "تحفہ اثنا عشریہ" کے مصنف شاہ عبدالعزیز بھی ہیں ــــ بعد میں جب دینی مذہبی کتابیں پریس کے ذریعے چھپنے لگیں اور مذہب شیعہ کی یہ کتابیں بھی چھپ گئیں تب بھی ہمارے علماء کرام نے اُن کے مطالعہ کی طرف توجہ نہیں کی سوائے اُن چند حضرات کے جن کو اپنے مخصوص مقامی حالات یا کسی خاص وجہ سے ان کے مطالعہ کی ضرورت کا احساس ہوا، انھوں نے مطالعہ کیا اور پھر اپنی تصنیفات کے ذریعہ دوسروں کو بھی واقف کرانے کی کوشش کی، لیکن یہ افسوسناک واقعہ ہے کہ ہمارے علمی حلقوں میں ان تصنیفات سے بھی کم فائدہ اُٹھایا گیا اسی لئے ایسا ہے کہ ہمارے اس دور کے علماء اہلِ سنّت میں بھی شاذ و نادر ہی ایسے حضرات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے بارے میں ایسی واقفیت ہو جس کو واقفیت کہا جا سکے ــــ اور جب علماء کا یہ حال رہا تو ہمارے عوام اور آج کی صحافی اصطلاح میں "دانشور" کہلانے والے حضرات کا کیا ذکر اور کسی سے کیا شکایت!

اس عام ناواقفیت کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب روح اللہ خمینی صاحب کی قیادت میں ایران میں یہ انقلاب برپا ہوا، اور انھوں نے اس کو "اسلامی انقلاب" کا نام دے کر اور پورے عالم اسلام بلکہ پوری دُنیا میں یہی انقلاب برپا کرنے کا نعرہ لگا کر اپنا ساتھ دینے کے لئے ساری دنیا کے مسلمانوں کو پکارا اور اسی کے لیے پروپیگنڈے کے وہ سب وسائل و ذرائع استعمال کئے جن کا اوپر ذکر کیا گیا تو یہ بات معلوم اور آشکار ہونے کے باوجود کہ امام خمینی نہ صرف یہ کہ شیعہ ہیں بلکہ شیعوں کے اُس

درجہ کے مذہبی پیشواؤں میں ہیں جن کو "آیۃ اللہ" کہا جاتا ہے، ہندو پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں کے بھی ایک خاص ذہن رکھنے والے حلقوں کی طرف سے ایسے جوش و خروش سے اس کا استقبال اور خیر مقدم کیا گیا جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان حضرات کے نزدیک اس انقلاب کے نتیجہ میں ایران میں عہدِ نبوی اور خلافتِ راشدہ کے نمونے کی "حقیقی اسلامی حکومت" قائم ہوگئی ہے جس کے ولی الامر (امیر المومنین) امام روح اللہ خمینی ہیں۔ پھر اس انقلاب اور خمینی صاحب کی یادگار میں اخباروں رسالوں کے خاص نمبر نکالے گئے ان میں نظم میں اور نثر میں خمینی صاحب کو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے زمین و آسمان کے جو قلابے ملائے گئے اور عام قارئین کے دلوں میں ان کی عظمت و تقدس کا جو نقش قائم کرنے کی کوشش کی گئی اس کا کچھ اندازہ ان نمبروں کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے۔

پھر یہ حلقے چونکہ اہل سنت ہی میں شمار ہوتے ہیں اور خاص کر اُن جدید تعلیمیافتہ نوجوانوں کی ایک خاصی تعداد جن کو آج کل "اسلام پسند" کہا جاتا ہے ان کے معروف زعما اور قائدین کو دین کا راز داں اور دینی رہبر سمجھتی ہے اس لئے ان کے اس رویہ سے ان بیچاروں کا یہ عقیدہ بن گیا ہے کہ "آیۃ اللہ روح اللہ خمینی" اس وقت اسلام اور عالم اسلام کے گویا امام ہیں۔ ابھی حال میں پٹنہ سے شائع ہونے والا اس نوجوان طبقہ کا ترجمان ایک ماہنامہ نظر سے گزرا اس سے اندازہ ہوا کہ اس بارہ میں ذہنی ضلال و فساد کس حد تک پہنچ چکا ہے۔

اس کے باوجود راقم سطور یہی سمجھتا ہے کہ ان حلقوں کی طرف سے یہ جو کچھ ہوا "شیعیت امام خمینی کی شخصیت، خاص کر ان کی مذہبی حیثیت اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی نوعیت و حقیقت سے ناواقفی کے ساتھ "حبک الشیٔ یعمی ویصم" کے فطری قانون کے مطابق اسلامی حکومت کی تمنا اور اُس کے بے تابانہ اشتیاق کے نتیجہ میں ہوا۔ اس لئے اس عاجز نے اپنا دینی فریضہ ؟ ان دینی بھائیوں اور عزیزوں کا اپنے پر حق سمجھا کر ــــ امام خمینی اور ان کے برپا کئے ہوئے انقلاب کی نوعیت و حقیقت اور شیعیت، خاص کر اس کی اصل بنیاد مسئلہ امامت سے ان حضرات کو اور عام مسلمانوں کو واقف کرنے کی اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی جائے کر دراصل یہی مسئلہ امامت اس ایرانی انقلاب کے بارے میں عرض

کریں گے۔اس کے بعد خمینی صاحب کی شخصیت اور ان کی مذہبی حیثیت کے بارے میں، اور آخر میں شیعیت کے بارے میں جو ضرورت کے مطابق کسی قدر مفصل اور طویل ہوگا۔
واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ہ

نوٹ : مذکورہ بالا تین عنوانات ایرانی انقلاب کی نوعیت، امام خمینی کی شخصیت و مذہبی حیثیت اور شیعیت[1] سے متعلق جس مقالہ کا ذکر اس ابتدائیہ میں کیا گیا ہے اُس کا صرف دو حصہ ناظرین کرام آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرماسکیں گے۔جس کا تعلق اوّل الذکر دو عنوانوں سے ہے — تیسرے عنوان (شیعیت[1]) سے متعلق جو لکھا گیا ہے اس کے مضامین اور نوعیت کا تقاضا یہ ہے کہ اس کو قسطوں میں تقسیم کر کے شائع نہ کیا جائے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اس کو الفرقان میں شائع نہیں کیا جائے گا — کوشش کی جائے گی کہ یہ پورا مقالہ جلد ہی کتابی شکل میں شائع ہو جائے، خواہشمند حضرات کو کتاب کی تیاری کی اطلاع انشاءاللہ الفرقان ہی کے ذریعہ ہو جائے گی۔ناظرین کرام بھی اس کی تیاری اور نافعیت اور عنداللہ مقبولیت کے لئے دعا فرمالیں۔

محمد منظور نعمانی۔۲۳ مارچ ۸۴ء یوم الجمعہ

---

[1] : اس موضوع پر ادارہ المرشد کی دو کتابیں ۔ایمان بالقرآن اور تحذیر المسلمین عن کید الکاذبین قابلِ مطالعہ ہیں۔

ایرانی انقلاب کی نوعیّت اور اس کی بُنیاد:

خمینی صاحب کے برپا کئے ہوئے اس انقلاب کی نوعیت کو سمجھنے اور اس کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لیئے سب سے پہلے یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ یہ اُس طرح کا انقلاب نہیں ہے جیسے صحیح یا غلط، اچھے یا بُرے حکومتی انقلابات دنیا کے ملکوں، خاص کر اسلامی ممالک میں سیاسی نظریات کے اختلاف یا صرف اقتدار کی ہوس یا اسی طرح کے دوسرے عوامل و محرکات کی بنیاد پر ہوتے رہے یا ہوتے رہتے ہیں ـــــ خمینی صاحب کا برپا کیا ہوُا یہ انقلاب مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد عقیدہ امامت، اور اسی سلسلہ کے دوسرے عقیدے امام آخرالزمان (مہدی منتظر) کی غیبتِ کبریٰ اور اس غیبتِ کبریٰ کے زمانے میں ولایت فقیہ کے اس نظریے کی بنیاد پر برپا ہوُا ہے جس کو خمینی صاحب نے مذہب شیعہ کی مختلف کتب حدیث کی بہت سی روایات سے استدلال کرتے ہوئے اپنی کتاب "ولایۃ الفقیہ او الحکومۃ الاسلامیہ" میں پوری وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے یہی اس کتاب کا موضوع اور مُدّعا ہے اور خمینی صاحب کی یہ کتاب ہی گویا اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے ـــــ لیکن اس کو سمجھنے کے لیئے شیعیّت خاص کر اس کی اساس و بنیاد عقیدہ "امامت" سے واقف ہونا ضروری ہے، اس لیئے اپنے ناظرین کو اس عقیدہ سے متعارف اور واقف کرانے کے لئے پہلے اس عقیدہ ہی کے بارے میں اجمال و اختصار کے ساتھ کچھ عرض کیا جاتا ہے واللہ الموفق۔

عقیدۂ امامت کا اجمالی بیان

مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور اُن کے ائمہ معصومین کے ارشادات سے گویا انہی کی زبان سے مسئلہ امامت کا تفصیلی بیان تو انشاءاللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آگے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے، یہاں تو صرف اتنا عرض کر دینا اس وقت کے مقصد

کے لیئے کافی ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک جس طرح نبی و رسول اللہ تعالے کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں (اُمت یا قوم اُن کا انتخاب نہیں کرتی) اسی طرح نبی کے بعد اُن کے جانشین و خلیفہ امام بھی (اللہ تعالے ہی کی طرف سے مقرر اور نامزد ہوتے ہیں، وہ نبی ہی کی طرح معصوم ہوتے ہیں اور نبی و رسول ہی کی طرح ان کی اطاعت اُمت پر فرض ہوتی ہے - اُن کا درجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر اور دوسرے سب نبیوں سے بالاتر ہوتا ہے، وہی اُمت کے دینی و دنیوی سربراہ اور حاکم ہوتے ہیں اور اُمت پر بلکہ ساری دنیا پر حکومت کرنا اُن کا اور صرف ان کا حق ہوتا ہے اُن کے علاوہ جو بھی حکومت کرے وہ غاصب و ظالم اور طاغوت ہے (خواہ وہ قرن اوّل کے ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم ہوں یا اُن کے بعد کے زمانوں کے خلفا و سلاطین اور ملوک یا ہمارے زمانے کے ارباب حکومت، بہرحال مذہب شیعہ کے اس بنیادی عقیدۂ امامت کی رُو سے یہ سب غاصب و ظالم اور طاغوت ہیں حکومت صرف اللہ تعالے کے نامزد کیئے ہوئے ائمہ معصومین کا حق ہے) اور جس طرح نبی پر ایمان لانا اور اس کو نبی ماننا شرطِ نجات ہے، اسی طرح ان اماموں کی امامت کو تسلیم کرنا اور ان کو اللہ کا مقرر کیا ہوا امام معصوم اور حاکم ماننا بھی نجات کی شرط ہے ـــ اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے اس دنیا کے خاتمہ تک یعنی قیامت تک کے لیئے اللہ تعالے کی طرف سے بارہ امام نامزد ہیں ان سب کو اللہ تعالے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے نامزد فرمایا ہے ـــ پہلے امام حضرت علی مرتضیٰ تھے، ان کے بعد ان کے بڑے صاحبزادے حضرت حسن اُن کے بعد اُن کے چھوٹے بھائی امام حسین رضی اللہ عنہم) پھر اُن کے بعد انہی کی اولاد میں ترتیب وار نو اور حضرات ـــ ان میں سے ہر ایک اپنے زمانے میں اللہ تعالے کی طرف سے مقرر کیا ہؤا امام و خلیفہ اور اُمت کا دینی و دنیوی سربراہ و حاکم تھا (اگرچہ حالات کی ناسازگاری سے ایک دن کے لیئے بھی ان کو حکومت حاصل نہ ہوسکی ہو) ان میں سے پہلے گیارہ امام ـــ حضرت علی مرتضیٰ سے لے کر گیارہویں امام

حسن عسکری تک ـــ اس دنیا میں جاری اللہ تعالیٰ کے عام نظام موت وحیات سے مطابق وفات پاگئے، گیارہویں امام حسن عسکری کی وفات ۲۶۰ھ میں ہوئی جس پر قریباً ساڑھے گیارہ سو سال گزر چکے ہیں، شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے (اور یہ ان کے بنیادی عقائد میں اور جزو ایمان ہے) کہ ان کے ایک بیٹے صغرسنی ہی میں معجزانہ طور پر غائب ہوگئے اور سُرَّ مَنْ رَّای کے ایک غار میں روپوش ہوگئے، اب قیامت تک ان ہی کی امامت اور حکومت کا زمانہ ہے، اس پوری مدت تک کے لئے وہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے امام زماں اور اُمت کے دینی ودنیوی سربراہ اور حاکم ہیں۔

شیعہ صاحبان کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ ان کے غائب اور غار میں روپوش ہوجانے کے بعد چند سال تک اُن کے خاص محرم راز سفیروں کی اُن کے پاس خفیہ آمد ورفت بھی ہوتی تھی۔ اُن کے ذریعہ اُن کے پاس شیعہ حضرات کے خطوط اور درخواستیں بھی پہنچتی تھیں اور انہی کے ذریعہ اُن کے جوابات بھی آتے تھے ـــ مذہب شیعہ کی کتابوں میں اس چند سالہ زمانے کو غیبت صغریٰ کا زمانہ کہا گیا ہے ـــ اس کے بعد سفیروں کی آمد ورفت کا یہ سلسلہ بھی منقطع ہوگیا اور امام غائب سے رابطہ قائم کرنے کا کسی کے لئے بھی کوئی امکان باقی نہیں رہا (اس کو اب گیارہ سو سال ہوچکے ہیں) شیعہ حضرات کا عقیدہ ہے کہ وہ اسی طرح روپوش ہیں اور کسی وقت رجو اُن کے ظہور کے لئے مناسب ہوگا) غار سے نکل کر تشریف لائیں گے ـــ جب بھی ایسا وقت آئے ـــ اس وقت تک کا زمانہ شیعہ حضرات کی خاص اصطلاح میں غَیبتِ کُبریٰ کا زمانہ کہا جاتا ہے۔

ملحوظ رہے کہ مذہب شیعہ کی رُو سے یہ عقیدۂ امامت، توحید، رسالت اور عقیدۂ آخرت کی طرح اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے اس کے نہ ماننے والے توحید رسالت وآخرت کے منکرین ہی کی طرح غیر مومن، غیر ناجی اور جہنمی ہیں ـــ جیسا کہ عرض کیا جاچکا ہے اس کے بارے میں مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی تصریحات اور اُن کے ائمہ معصومین کے ارشادات ناظرین کرام انشاء اللہ اپنے موقع پر اسی مقالہ

میں ملاحظہ فرمائیں گے ـــــ اس وقت تو عقیدۂ امامت اور امام آخرالزمان کی غیبت کبریٰ کا یہ اجمالی بیان صرف اس لیے کیا گیا ہے کہ امام خمینی کے برپا کیے ہوئے ایرانی انقلاب کو اس کے بغیر سمجھا نہیں جا سکتا تھا ـــــ اسی لئے ہم نے اس عجیب و غریب عقیدہ پر یہاں کوئی تنقید بھی نہیں کی ہے، صرف وہ بیان کر دیا ہے جو اُن حضرات کا مسلمہ عقیدہ ہے اور مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں اور اُن کے آئمہ معصومین کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے۔

"الحکومۃ الاسلامیہ" کی روشنی میں ایرانی انقلاب کی بنیاد:

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے خمینی صاحب کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" ان کے برپا کیے ہوئے اس انقلاب کی مذہبی و فکری بنیاد ہے، قریباً ڈیڑھ سو صفحہ کی اس کتاب میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ بارہویں اور آخری امام (مہدی منتظر) کی غیبت کبریٰ کے اس زمانے میں جس پر ہزار سال سے زیادہ گزر چکے ہیں اور بقول امام خمینی ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال کا زمانہ اسی طرح اور گزر جائے[1] فقہاء یعنی شیعہ مجتہدین کا حق بلکہ ان کی ذمہ داری اور ان کا فرض ہے کہ وہ امام آخرالزمان (امام غائب) کے نائب اور قائم مقام کی حیثیت سے حکومت کا نظام اپنے ہاتھ میں لینے کی جدوجہد کریں اور جب ان مجتہدین میں کوئی ایسا فرد جو اس کی اہلیت وصلاحیت رکھتا ہو اس مقصد کے لیے اُٹھ کھڑا ہو اور جدوجہد کرے تو وہ معاشرے اور حکومت سے متعلق معاملات میں امام ہی کی طرح بلکہ خود نبی و رسول کی طرح واجب الاطاعت ہوگا اسی کتاب میں ولایۃ الفقیہ کا عنوان قائم کر کے خمینی صاحب نے لکھا ہے۔

---

[1]: امام خمینی نے اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے "الحکومۃ الاسلامیہ" میں لکھا ہے:

قد مر علی الغیبۃ الکبری لامامنا المھدی اکثر من الف عام وقد تمر الوف السنین قبل ان تقتضی المصلحۃ قدوم الامام المنتظر (ص ۲۶): ہمارے امام مہدی کی غیبت کبریٰ پر ایک ہزار سال سے زیادہ گزر چکے اور ہو سکتا ہے کہ ہزاروں سال اس وقت کے آنے سے پہلے اور گزر جائیں جبکہ مصلحت کا تقاضا اُن کے ظہور کا ہو وہ تشریف لائیں

وإذا نهض بأمر تشكيل الحكومة فقيه عالم عادل فإنه يلي من أمور المجتمع ما كان يليه النبي (ص) منهم ووجب على الناس أن يسمعوا له ويطيعوا ويملك هذا الحاكم من أمر الإدارة والرعاية والسياسة للناس ما كان يملكه الرسول (ص) وأمير المؤمنين (ع) (الحكومة الاسلامیہ ص۴۹)

"اور جب کوئی فقیہ (مجتہد) جو صاحب علم ہو عادل ہو حکومت کی تشکیل و تنظیم کے لیے اٹھ کھڑا ہو تو اس کو معاشرے کے معاملات میں وہ سارے اختیارات حاصل ہوں گے جو نبی ؐ کو حاصل تھے اور سب لوگوں پر اس کی سمع و طاعت واجب ہو گی۔ اور یہ صاحب حکومت فقیہ و مجتہد حکومتی نظام اور عوامی و سماجی مسائل کی نگہداشت اور امت کی سیاست کے بھی اسی طرح مالک و مختار ہو گا جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علی علیہ السلام مالک و مختار تھے۔"

نیز اسی کتاب میں آگے امام خمینی نے ایک موقع پر تحریر فرمایا ہے:

ان الفقهاء هم أوصياء الرسول (ص) من بعد الأئمة وفي حال غيابهم وقد كلفوا بالقيام بجميع ما كلف الأئمة (ع) بالقيام به ص۷۵

"فقہا (یعنی مجتہدین ائمہ معصومین کے بعد اور ان کی غیبت کے زمانے میں رسولِ خدا ؐ کے وصی ہیں اور وہ مکلف نہیں اُن سب امور و معاملات کی انجام دہی کے مکلف ائمہ علیہ السلام تھے۔"

الغرض امام خمینی کے ذریعہ ایران میں جو انقلاب برپا ہوا اُس کی یہی مذہبی اور فکری بنیاد ہے اور اُن کی حیثیت دوسرے ملکوں کے قائدین انقلاب اور سربراہان حکومت کی نہیں بلکہ مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد عقیدۂ امامت اور امام آخر الزمان کی غیبت کبریٰ اور اس غیبت کبریٰ کے زمانے میں "ولایت فقیہ" کے اصول و نظریے کی بنیاد پر وہ شیعوں کے بارہویں امام معصوم (امام غائب) کے قائم مقام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصی اور اس حیثیت سے امام اور نبی ہی کی طرح واجب الاطاعت ہیں اور اُن کے سارے اقدامات اور ساری کارروائیاں اسی حیثیت سے ہیں —— جہاں تک ہمارا مطالعہ اور ہماری اطلاع ہے انھوں نے اپنی اس حیثیت پر پردہ ڈالنے کی بھی کوئی کوشش نہیں کی ہے اور ان کی اس حیثیت کا لازمی تقاضا ہے کہ وہ پورے عالم اسلام بلکہ ساری دنیا کو اپنے زیر حکومت اور تحت اقتداء لانے کی جدوجہد کریں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ امام خمینی نے "ولایۃ الفقیہ" کے نظریہ کے بارے میں (جو اس انقلاب کی بنیاد ہے) جو کچھ "الحکومۃ الاسلامیہ" میں لکھا ہے اُس میں پوری صفائی کے ساتھ اس کا اظہار ہے کہ اس نظریہ کی بنیاد پر صرف وہ شیعہ فقیہہ و مجتہد ہی اُمت کا امام و سربراہ حکومت ہو سکے گا جو عقیدۂ امامت اور امام آخر الزمان کی دنیا میں موجودگی اور گیارہ سو سال سے ان کی غیبت کبریٰ کے زمانے میں "ولایت فقیہہ" کے نظریے کو بھی تسلیم کرتا ہو۔

کیا اس کے بعد اس میں کسی شک شبہ کی گنجائش ہے کہ اس انقلاب کو "خالص اسلامی انقلاب" کہنا اور اجتماعات اور کانفرنسوں میں "ثورۃ الاسلامیہ، لا شیعیۃ ولا سنیہ" کے نعرے لگوانا ایسا فریب ہے جس میں صرف وہی لوگ مبتلا ہو سکتے ہیں جنھوں نے اس انقلاب کے بارے میں ضروری معلومات حاصل کرنے کی کبھی کوشش نہ کی ہو ــــ حالانکہ جیسا کہ عرض کیا گیا خود امام خمینی کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" کا مطالعہ ہی اس کے لئے کافی ہے۔

ایرانی انقلاب کی نوعیت کے بارے میں ہم اتنا ہی عرض کرنے پر اکتفا کرتے ہیں اس کے بعد خمینی صاحب کی شخصیت بالخصوص اُن کی مذہبی حیثیت کے بارے میں اختصار ہی کے ساتھ وہ عرض کرتا ہے جو ان کی تصانیف کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے۔

کسی تحریک، خاص کر کسی انقلاب کے بارے میں رائے قائم کرنے کے لئے اس کے قائد کے نظریات و معتقدات کا جاننا جیسا ضروری ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس طرف سے غفلت وہی شخص جائز سمجھ سکتا ہے جس کے نزدیک ایمان اور عقیدے کی کوئی اہمیت نہ ہو وہ بس حکومت اور اقتدار ہی کو دین و ایمان سمجھتا ہو۔

ابھی نصف صدی بھی نہیں گزری ہے کہ ہمارے اسی ملک میں علامہ عنایت اللہ مشرقی اور ان کی خاکسار تحریک کا غلغلہ بلند تھا، اُن کا فلسفہ اور ان کی دعوت یہی تھی کہ مادی قوت اور اقتدار و حکومت ہی حقیقی ایمان و اسلام ہے اور اس بنا پر ہمارے اس زمانے میں "مومنین صالحین" کا مصداق وہ یورپین اقوام ہیں جن کے پاس قوت و اقتدار ہے ان کی ضخیم کتاب "تذکرہ" جو ان کی دعوت و تحریک کی بنیاد تھی اس میں اُسی

نظریہ اور فلسفہ کو قرآن پاک سے بھی ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی — ہم میں سے جنھوں نے وہ زمانہ دیکھا ہے ان کو یاد ہوگا کہ ایک خاص ذہن رکھنے والا نوجوان طبقہ کیسے جوش و خروش سے ان کی دعوت پر لبیک کہہ رہا تھا اور ان کے لشکر میں شامل ہو رہا تھا — دراصل ملت میں ایسے لوگوں کا وجود ہمارے لیئے سامانِ عبرت ہے —

ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب

امام خمینی اپنی تصانیف میں

امام روح اللہ خمینی، صاحبِ تصانیف عالم ہیں، مجھے اُن کی دو کتابیں دستیاب ہوسکیں جو ان کی تصانیف میں خاص اہمیت رکھتی ہیں — ایک الحکومۃ الاسلامیۃ، جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ ان کی انقلابی تحریک و دعوت کی بنیاد ہے اور اُن کی شخصیت اور مذہبی معتقدات کو جاننے کے لیئے بھی بڑی حد تک یہی کتاب کافی ہے دوسری کتاب "تحریر الوسیلہ"، یہ غالباً اُن کی سب سے بڑی تصنیف ہے اس کا موضوع فقہ ہے یہ بڑی تقطیع کی دو ضخیم جلدوں میں ہے ہر جلد کے صفحات ساڑھے چھ سو کے قریب ہیں۔ یہ بلاشبہ اپنے موضوع پر بڑی جامع اور مبسوط کتاب ہے، طہارت یعنی استنجا اور غسل و وضو سے لے کر وراثت تک کے تمام فقہی ابواب پر حاوی ہے، زندگی میں جو مسائل لوگوں کو پیش آتے ہیں راقم سطور کا خیال ہے کہ ان میں کم ہی مسئلے ایسے ہوں گے جن کا جواب مذہب شیعہ کی رو سے اس کتاب میں نہ مل سکے، طرز بیان بہت ہی صاف اور سلجھا ہوا ہے۔ بلاشبہ اُن کی یہ تصنیف اپنے مذہب میں اُن کے علمی تبحر اور بلند مقامی کی دلیل ہے

خمینی صاحب کے جو نظریات و معتقدات ان کی ان کتابوں کے مطالعہ سے معلوم ہوئے ہیں وہ انہی کی عبارتوں اور انہیں کے الفاظ میں ان صفحات میں ناظرین کے سامنے پیش کیئے جا رہے ہیں — مقصد صرف یہ ہے کہ جو حضرات نہیں جانتے اور اس لاعلمی کی وجہ سے ان کے بارے میں غلط فہمی میں مبتلا ہیں وہ جان لیں —

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۝

اپنے ائمہ کے بارے میں خمینی صاحب کے معتقدات:

اس سلسلے میں پہلی اصولی اور جامع بات تو یہ ہے کہ امام خمینی شیعوں کے فرقہ اثنا عشریہ کے بلند پایہ مجتہد اور امام و پیشوا ہیں اس لیئے مسئلہ امامت اور ائمہ کے بارے میں اثنا عشریہ کے جو مخصوص عقائد و نظریات ہیں، جو ان کے نزدیک جزو ایمان ہیں وہ سب امام خمینی صاحب کے بھی معتقدات ہیں اور ایک راسخ العقیدہ اور راسخ العلم شیعہ مجتہد کی طرح وہ اُن پر ایمان رکھتے ہیں — ناظرین کرام انشاءاللہ ان عقائد و نظریات کو پوری تفصیل کے ساتھ اسی مقالہ میں آگے اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے اس سلسلہ میں جو کچھ لکھا جائے گا وہ مذہب شیعہ کی بنیادی کتابوں کی عبارات اور اُن کے "ائمہ معصومین" کے ارشادات ہوں گے ہم صرف ان کو نقل کریں گے اور اپنے ناظرین کے لئے اردو ترجمہ کی خدمت انجام دیں گے۔ اسی سے امام خمینی کے معتقدات کسی قدر تفصیل اور وضاحت کے ساتھ ناظرین کو معلوم ہو سکیں گے۔ اس وقت تو ہم خود اُن کی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" ہی سے (جو ان کی انقلابی تحریک دعوت کی بنیاد ہے) اپنے ائمہ کے بارے میں ان کے چند معتقدات ناظرین کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

کائنات کے ذرہ ذرہ پر ائمہ کی تکوینی حکومت:

"الحکومۃ الاسلامیہ" میں "الولایۃ التکوینیہ" کے زیر عنوان خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے: فان للامام مقاما محمودا ودرجۃ سامیۃ وخلافۃ تکوینیۃ تخضع لولایتھا وسیطرتھا جمیع ذرات الکون صد ۵۲ (امام کو وہ مقام محمود اور وہ بلند درجہ اور ایسی تکوینی حکومت حاصل ہوتی ہے کہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے حکم و اقتدار کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہوتا ہے)[1]

---

[1] اس وقت ہمارا مقصد امام خمینی اور ان کے فرقہ شیعہ اثنا عشریہ کے عقائد سے ناواقفوں کو صرف واقف کرانا ہے ان کے بارے میں بحث و تنقید اس وقت ہمارے موضوع سے خارج ہے تاہم یہاں اتنا عرض کر دینا ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ جمہور اُمت مسلمہ کے نزدیک یہ شان صرف اللہ تعالےٰ کی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر اس کی حکومت اور فرمانروائی ہے اور ساری مخلوق اس کے تکوینی حکم کے سامنے سرنگوں اور تابع فرمان ہے یہ شان کسی نبی و رسول کی بھی نہیں قرآن پاک کی بے شمار آیات میں اس کا اعلان فرمایا گیا ہے لیکن خمینی صاحب اور ان کے فرقہ اثنا عشریہ کا عقیدہ اور ایمان یہی ہے کہ کائنات کے ذرہ ذرہ پر یہ حکومت و اقتدار ان کے ائمہ کو حاصل ہے۔

ائمہ کا مقام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین سے بالاتر ہے:

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اور اسی سلسلۂ کلام میں خمینی صاحب آگے فرماتے ہیں:۔

وان من ضروریات مذھبنا ان لائمتنا مقاماً لا یبلغہ ملک مقرب ولا نبی مرسل ص۵۲

"اور ہمارے مذہب (شیعہ اثنا عشریہ) کے ضروری اور بنیادی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ ہمارے ائمہ معصومین کو وہ مقام و مرتبہ حاصل ہے جس تک کوئی مقرب فرشتہ اور نبی مرسل بھی نہیں پہنچ سکتا"

ائمہ اس عالم کی تخلیق سے پہلے انوار و تجلیات تھے جو عرش الٰہی کو محیط تھے ان کے درجہ اور مقام قرب کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا

اسی عنوان "الولایۃ التکوینیہ" کے تحت اور اسی سلسلۂ کلام میں آگے خمینی صاحب فرماتے ہیں: وبموجب مالدینا من الروایات والاحادیث فان الرسول الاعظم (ص) و الائمہ (ع) کانوا قبل ھذا العالم انواراً فجعلھم اللہ بعرشہ محدقین وجعل لھم من المنزلۃ و الزلفی مالا یعلمہ الا اللہ ص۵۲

"اور جو روایات و احادیث (یعنی شیعی روایات و احادیث) ہمارے سامنے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اعظم اور ائمہ اس عالم کے وجود میں آنے سے پہلے انوار و تجلیات تھے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنے عرش معلّٰی کے گرداگرد کر دیا اور ان کو وہ مرتبہ اور مقام عطا فرمایا جس کو بس اللہ ہی جانتا ہے اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔"

ائمہ سہو اور غفلت سے محفوظ اور منزہ ہیں:

سہو و نسیان اور کسی وقت کسی معاملہ میں غفلت کا امکان بشریت کے لوازم میں سے ہے انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں قرآن مجید میں بھی متعدد انبیاء علیہم السلام کے سہو و نسیان کے واقعات ذکر فرمائے گئے ہیں خمینی صاحب اپنے ائمہ کے بارے میں فرماتے ہیں:۔

لا نتصور فیھم السھو او الغفلۃ (الحکومۃ الاسلامیہ ص۹۱)

"ان کے بارے میں سہو یا غفلت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

ائمہ کی تعلیمات قرآنی احکام و تعلیمات ہی کی طرح دائمی اور واجب الاتباع ہیں

خمینی صاحب نے اسی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں ایک جگہ ائمہ کی تعلیمات اور ان کے احکام کے بارے میں فرمایا ہے

ان تعالیم الائمۃ کتعالیم القرآن لا تخص جیلاً خاصاً و انما ھی تعالیم للجمیع فی کل عصر و مصر والی یوم القیامۃ یجب تنفیذھا و اتباعھا ص۱۱۳

ترجمہ: "ہمارے ائمہ معصومین کی تعلیمات قرآن کی تعلیمات ہی کے مثل ہیں، وہ کسی خاص طبقے کے اور خاص دور کے لوگوں کے لیئے مخصوص نہیں ہیں۔ وہ ہر زمانے اور ہر علاقہ کے تمام انسانوں کے لئے ہیں اور تا قیام قیامت ان کی تنفیذ اور ان کا اتباع واجب ہے"

اپنے ائمہ معصومین کے بارے میں خمینی صاحب کے یہ چند معتقدات صرف "الحکومۃ الاسلامیہ" سے پیش کئے گئے ہیں — اس کے بعد ہم خمینی صاحب اور اثنا عشریہ کے ایک دوسرے اہم اور بنیادی عقیدے پر گفتگو شروع کرتے ہیں۔

صحابہ کرام خاص کر شیخین کے بارہ میں خمینی صاحب کا عقیدہ اور رویّہ:

جو شخص شیعہ اثنا عشریہ کے مذہب سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہوگا وہ اتنا ضرور جانتا ہوگا کہ اس مذہب کی بنیادی اس عقیدے پر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ ہی میں اللہ تعالےٰ کے حکم سے حضرت علی مرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کو اپنے بعد کے لئے خلیفہ و جانشین اور امامت کا دینی و دنیوی امام اور سربراہ نامزد فرما دیا تھا اور انہی کی نسل میں سے گیارہ اور حضرات کو بھی قیامت تک کے لیے اسی طرح امام نامزد فرمایا تھا — اور اس سلسلہ میں آپ نے آخری اور انتہائی درجہ کا اہتمام یہ فرمایا کہ حجۃ الوداع سے واپسی میں غدیر خم کے مقام پر ایک میدان کو صاف کرنے کا حکم دیا اور اپنے لئے ایک منبر تیار کرایا۔ اس کے بعد ایک خصوصی اعلان اور منادی کے ذریعہ اپنے تمام رفقائے سفر کو جن میں مہاجرین و انصار اور دوسرے حضرات سب ہی شامل تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے) اس میدان میں جمع ہونے کا حکم فرمایا جب سب جمع ہو گئے تو آپ نے منبر پر کھڑے ہو کر اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو اپنے دونوں ہاتھوں سے اوپر اُٹھا کے — تاکہ سب حاضرین دیکھ لیں — اپنے بعد کے لیئے ان کے خلیفہ و جانشین اور امامت کے دینی و دنیوی سربراہ و امام اور ولی الامر (یعنی حاکم و فرمانروا) ہونے کا اعلان فرمایا اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ یہ میری تجویز نہیں ہے بلکہ اللہ کا حکم ہے اور میں اس حکم خداوندی کی تعمیل ہی میں یہ اعلان کر رہا ہوں — پھر آپ نے سب حاضرین سے اس کا اقرار اور عہد لیا — اس سلسلہ کی مذہب شیعہ کی

مستند ترین روایات میں یہ بھی ہے کہ اس موقع پر آپ نے خصوصیت سے شیخین (حضرت ابوبکرو حضرت عمر رضی اللہ عنہما) سے فرمایا کہ تم "السلام علیک یا امیر المومنین" کہہ کر علی کو سلامی دو! چنانچہ ان دونوں نے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اسی طرح سلامی دی (غدیر خم کے اس واقعہ یا افسانہ) کے بارے میں کتب شیعہ کی وہ روایات اور اُن کے ائمہ معصومین کے وہ ارشادات جن میں پوری تفصیل سے وہ سب کچھ بیان کیا گیا ہے جو اجمالی طور پر اوپر کی سطروں میں عرض کیا گیا انشاء اللہ ناظرین کرام اسی مقالہ میں آئندہ اپنے مقام پر ملاحظہ فرمائیں گے۔)

آگے کتب شیعہ کی روایات میں یہ بھی ہے کہ غدیر خم کے اس اعلان اور صحابہ کے اس اجتماعی عہد و اقرار کے قریباً اسی دن ہی کے بعد حبیب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوگیا تو (معاذ اللہ) ابوبکرؓ و عمرؓ اور ان کے ساتھ عام صحابہ نے سازش کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے اس نظام کو جو آپ نے اپنے بعد قیامت تک کے لئے اللہ تعالےٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا مسترد اور ملیا میٹ کر دیا اور اپنے عہد و اقرار سے منحرف ہوگئے اور حضرت علیؓ کے بجائے ابوبکرؓ کو آپ کا خلیفہ و جانشین اور امت کا سربراہ بنادیا — (معاذ اللہ) اس "غداری" اور "جرم عظیم" کی بنیاد پر کتب شیعہ کی روایات اور اُن کے ائمہ معصومین کے ارشادات میں عام صحابہ اور خاص کر شیخین (حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما) کے لئے مرتد۔ کافر۔ منافق، جہنمی۔ شقی بلکہ اشقی (اعلیٰ درجہ کے بدبخت) کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں اور ان پر لعنت کی گئی ہے — (یہ روایات اور ان کے ائمہ معصومین کے یہ ارشادات بھی ناظرین کرام انشاء اللہ اسی مقالہ میں آگے اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے)

اور اس میں کیا شک ہے کہ اگر غدیر خم کے اس افسانے کو (جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد ہے) حقیقت اور واقعہ مان لیا جائے تو پھر شیخین اور عام صحابہ کرام (معاذ اللہ) ایسے ہی مجرم قرار پائیں گے اور ان ہی بد سے بدتر الفاظ کے مستحق ہوں گے جو شیعی روایات کے حوالہ سے اوپر لکھے گئے ہیں — جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیامت تک کے لئے قائم کئے ہوئے اس نظام کو جو ——————

امت کی دینی و دنیوی صلاح و فلاح کے لئے آپ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے قائم فرمایا تھا اور جس کے لئے اتنے اہتمام سے عہد و اقرار لیا تھا، غداری اور سازش کرکے تباہ و برباد کیا۔

ان کے کفر و ارتداد اور جہنمی و لعنتی ہونے میں کیا شبہ! — بہرحال یہ دونوں باتیں عقل و نقل کے لحاظ سے لازم و ملزوم ہیں۔ اسی لیئے شیعوں کے تمام مصنفین اور علماء و مجتہدین کا رویہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنی روایات کے مطابق غدیرِ خم کے واقعہ کا ذکر کرتے ہیں اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد شیخین اور عام صحابہ نے جو کچھ کیا اس کی بنا پر وہ ان کو اپنے ائمہ کے ارشادات کے مطابق مرتد، کافر، منافق یا کم سے کم اعلیٰ درجہ کے فاسق و فاجر اور مستحقِ لعنت قرار دیتے ہیں۔

لیکن خمینی صاحب صرف شیعہ عالم و مجتہد یا شیعہ مصنف ہی نہیں ہیں بلکہ وہ ہمارے اس دور کی ایک عظیم سیاسی شخصیت اور ایک انقلابی دعوت و تحریک کے قائد بھی ہیں اور اس انقلابی تحریک میں ان کی اصل طاقت اگرچہ شیعہ ہیں لیکن غیر شیعہ مسلمانوں کو بھی ممکن حد تک اس میں استعمال کرنا اُن کی سیاسی ضرورت ہے اس لیئے "الحکومۃ الاسلامیہ" میں انہوں نے اس سلسلہ میں یہ رویہ اختیار فرمایا ہے کہ وہ اپنے ذاتی عقیدہ و ایمان کے تقاضے سے اور شیعی دنیا کو مطمئن رکھنے کے لئے بھی غدیرِ خم کے واقعہ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے بعد کے لئے وصی اور خلیفہ و جانشین اور اُمت کے ولی الامر کی حیثیت سے حضرت علی مرتضیٰؓ کی نامزدگی کا ذکر کرتے ہیں اور بار بار کرتے ہیں، لیکن اس کے لازمی اور منطقی نتیجہ کے طور پر شیخینؓ اور عام صحابہ کرامؓ پر اللہ و رسول سے غداری اور کفر و ارتداد کی جو فردِ جُرم عائد ہوتی ہے وہ سیاسی مصلحت سے صراحت کے ساتھ اُس کے ذکر سے اپنے قلم کو روک لیتے ہیں۔۔۔ اس معاملہ میں انہوں نے اتنی احتیاط ضروری سمجھی ہے کہ پوری کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" میں شیخینؓ (حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ) کا کہیں نام تک نہیں آنے دیا ہے حالانکہ اس کتاب کا موضوع ہی جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے "اسلامی حکومت" ہے اور اسلام کی تاریخ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا شخص بھی جانتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہی دو حضرات کا دورِ خلافت اسلامی حکومت کا کامل اور مثالی نمونہ تھا لہ — لیکن خمینی صاحب کا رویہ یہ ہے کہ جہاں سلسلہ کلام میں تاریخی

لہ : راقم سطور یہاں اس واقعہ کا ذکر مناسب سمجھتا ہے کہ انڈیا ایکٹ ۳۵ء کی بنیاد پر جب برطانوی دورِ حکومت ہی میں ۳۷ء میں ہندوستان کے سات صوبوں میں کانگریس کی حکومتیں قائم ہوئیں تو کانگریس کے رہنما مہاتما گاندھی جی نے ان حکومتوں کے کانگریسی وزیروں کے لئے اپنے اخبار ہریجن میں ایک ہدایت نامہ لکھا تھا جو اس وقت کے دوسرے اخبارات میں بھی شائع ہوا تھا اس میں انہوں نے ان وزیروں کو ہدایت کی تھی کہ وہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے طرزِ حکومت کو مثالی رہنما کے طور پر اپنے سامنے رکھیں ان ہی کے طریقہ کی پیروی کریں۔ آگے گاندھی جی نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں یہ اس لئے لکھ رہا ہوں کہ مجھے تاریخ میں ان دو کے سوا کوئی مثال نہیں ملتی جن نے فقیری کے ساتھ ایسی حکومت کی ہو، گاندھی جی کا یہ ہدایت نامہ ہریجن کے جولائی اگست ۳۷ء کے شمارے میں شائع ہوا تھا میں نے اس وقت ہدایت نامہ کا یہ مضمون اپنی یادداشت سے لکھا ہے گاندھی جی کی اصل عبارت اخبارات کے ۳۷ء کے فائلوں میں آسانی سے تلاش کی جا سکتی ہے۔

تسلسل کے لحاظ سے بھی ان کے دور خلافت کا تذکرہ ضروری تھا وہاں بھی ان کا نام تک ذکر کرنے سے پرہیز کیا ہے ـــ اس کی دو مثالیں نذر ناظرین ہیں۔

ایک جگہ اسلامی حکومت کی ضرورت پر گفتگو کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فقط ثبت بنص ودلۃ الشرع والعقل ان ما کان ضروریا امام الرسول (ص) وفی عہد امیر المومنین علی بن ابی طالب (ع) من وجود الحکومۃ لا یزال ضروریًا الی یومنا ھذا (الحکومۃ اسلامیہ)

"شریعت اور عقل کی رُو سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ رسول اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں حکومت کا وجود جس طرح ضروری تھا اسی طرح ہمارے اس زمانے میں ضروری ہے۔"

ایک دوسری جگہ اس موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے کہ علماء جو دین کے امین ہیں ان کا کام صرف دین کی باتیں بتلانا نہیں ہے بلکہ اس پر عمل کرنا اور کرانا بھی ان کی ذمہ داری ہے خمینی صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

وقد کان الرسول (ص) وامیر المومنین (ع) یقولون ویعملون (ص۷۵)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام بتلاتے بھی تھے اور اس کو عمل میں بھی لاتے تھے۔"

ان دونوں جگہوں پر اور اسی "الحکومۃ الاسلامیہ" میں ان کے علاوہ بھی بعض مقامات پر خمینی صاحب نے اسلامی حکومت کے سلسلہ میں عہد نبوی کے بعد حضرت علیؓ مرتضیٰ ہی کے عہد حکومت کا ذکر کیا ہے اور شیخینؓ اور حضرت عثمانؓ کے ذکر سے ہر جگہ دانستہ پرہیز کیا ہے ـــ یہ روّیہ انہوں نے اسی لیے اختیار کیا کہ اگر وہ خلفاء ثلاثہ کی حکومت کو بھی "اسلامی حکومت" قرار دے کر یہاں ذکر کرتے جیسا کہ تاریخی تسلسل کا تقاضا تھا تو شیعہ جو اُن کی اصل طاقت ہیں ان کو "ولایت فقیہ" کے مصنّف کے لیے نااہل قرار دیکر ان کے خلاف بغاوت کر دیتے ـــ اور اگر خمینی صاحب اپنے عقیدہ ومسلک کے مطابق اُن کے بارے میں صفائی سے اظہار رائے کرتے تو جو غیر شیعہ طبقے اسلامی انقلاب کے نعرہ کی کشش یا اپنی سادہ لوحی سے اُن کا آلہ کار بنے ہوئے ہیں، ان کی ہمدردی اور اُن کا تعاون

اُن کو حاصل نہ ہو سکتا۔

بہر حال خمینی صاحب کے اس روّیہ سے شیخین اور حضرت عثمان کے بارے میں اُن کا باطن پوری طرح ظاہر ہو جاتا ہے۔ عرض کیا جا چکا ہے کہ خلافت وامامت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضٰی کی نامزدگی کے شیعی عقیدے کا لازمی و منطقی نتیجہ ہے کہ شیخین اور عام صحابہ کرامؓ کو معاذ اللہ ویسا ہی سمجھا جائے جیساکہ شیعی روایات میں بتلایا گیا ہے۔

اب ناظرین کرام خمینی صاحب کی وہ عبارتیں ملاحظہ فرمائیں جن میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت علی مرتضٰی کی اپنے وصی، خلیفہ و جانشین اور امّت کے ولی الامر کی حیثیت سے نامزدگی کا مختلف عنوانات سے بیان فرمایا ہے۔

" الحکومۃ الاسلامیہ " میں شیعوں کے بنیادی عقیدے ولایت وامامت، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اپنے بعد کے لیۓ خلیفہ کی حیثیت سے حضرت علی مرتضٰی کی نامزدگی کے بارے میں اپنا عقیدہ بیان کرتے ہوۓ خمینی صاحب فرماتے ہیں :

نحن نعتقد بالولایۃ ونعتقد ضرورۃ وقد فعل (الحکومۃ الاسلامیہ ص۱۸)

" اور ہم ولایت (امامت) پر عقیدہ رکھتے ہیں اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیۓ ضروری تھا کہ وہ اپنے بعد کے لیۓ خلیفہ معین اور نامزد کرتے اور آپ نے ایسا ہی کیا۔"

اسی سلسلہ کلام میں چند سطر کے بعد خمینی صاحب نے لکھا ہے کہ اپنے بعد لیۓ خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فریضۂ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔ فرماتے ہیں۔

وکان تعیین خلیفۃ من بعدہ ۔ ۔ ۔ عاملاً متمما ومکملاً لرسالۃ ص۱۹

" اور اپنے بعد کے لیۓ خلیفہ کو نامزد کر دینا ہی وہ عمل تھا جس سے آپ کے فریضہ رسالت کی ادائیگی کی تکمیل ہوئی۔"

یہی بات خمینی صاحب نے اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھ دوسری جگہ ان الفاظ میں فرمائی ہے:

بحیث کان یعتبر الرسول (ص) لولا تعیین الخلیفۃ من بعدہٖ غیر مبلغ رسالتہ (صفحہ ۹۳)

"اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد کے لیئے خلیفہ نامزد نہ کرتے تو سمجھا جاتا کہ امت کو جو پیغام پہنچانا اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ کے ذمہ کیا گیا تھا وہ آپ نے نہیں پہنچایا اور رسالت کا فریضہ ادا نہیں کیا۔"

خمینی صاحب نے ان عبارتوں میں جو کچھ فرمایا ہے اس کی بنیاد ایک روایت پر ہے۔ اس روایت کا مضمون معلوم ہونے کے بعد ہی خمینی صاحب کی ان عبارتوں کا پورا مطلب سمجھا جا سکتا ہے وہ روایت شیعہ صاحبان کی اصح الکتب "اصول کافی" کے حوالہ سے انشاءاللہ آگے اپنے موقع پر درج ہوگی یہاں اس کا صرف اتنا حاصل ذکر کرنا کافی ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ملا کہ اپنے بعد کے لیئے علی کی امامت و خلافت کا اعلان کر دیں، تو آپ کو یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر میں نے ایسا اعلان کیا تو بہت سے مسلمان مرتد اور میرے خلاف ہو جائیں گے اور مجھ پر تہمت لگائیں گے کہ یہ کام میں علی کے ساتھ اپنی قرابت اور رشتہ داری کی وجہ سے کر رہا ہوں اللہ تعالےٰ کی طرف سے اس کا حکم نہیں آیا ہے اس لیئے آپ نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ آیت نازل ہوئی کہ:

یَا اَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ، الآیۃ: جس کا حاصل یہ ہے کہ اے رسول جو کچھ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے نازل کیا گیا ہے وہ آپ لوگوں کو پہنچا دیجیئے، اور اعلان کر دیجیئے اور اگر آپ نے ایسا نہیں کیا تو آپ نے اس کا پیغام نہیں پہنچایا اور فریضہ رسالت ادا نہیں کیا ـــ چنانچہ اس کے بعد ہی آپ نے غدیر خم کے مقام پر دہ اعلان فرمایا ـــ

اس سلسلہ کی روایات میں (جو انشاءاللہ ناظرین اسی مقالہ میں آگے ملاحظہ فرمائیں گے) یہ بھی ہے کہ اس موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ دھمکی بھی دی گئی تھی کہ اگر تم نے علی کی خلافت و امامت کا یہ اعلان نہیں کیا تو ہم تم پر

عذاب نازل کریں گے (نعوذ باللہ)

الغرض خمینی صاحب کی مندرجہ بالا عبارتوں میں انہی روایات کی بنیاد پر یہ فرمایا گیا ہے کہ اگر آپ اپنے بعد کے لیے خلیفہ نامزد نہ کرتے تو اس کا مطلب یہ ہوتا کہ آپ نے رسالت کا حق اور فریضہ ادا نہیں کیا۔

ناظرین کرام خمینی صاحب کی اس سلسلہ کی چند تصریحات اور ملاحظہ فرمائیں۔

علی الرسول الکریم (ص)۔۔۔ قد کلمه الله وحیا ان یبلغ ما انزل الیه فیمن یخلفه فی الناس وبحکم هذا الامر فقد اتبع ما امر به وعین امیر المومنین علیًا الخلافة (الحکومة الاسلامیة ص۴۲)

"اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ تعالیٰ نے وحی کے طور پر کلام فرمایا اور اس میں یہ حکم دیا کہ جو شخص اُن کے بعد اُن کا خلیفہ و جانشین ہوگا اور حکومت کا نظام چلائے گا اس کے بارے میں اللہ کا جو حکم اُن پر نازل ہوا ہے وہ لوگوں کو پہنچا دیں اور اس کی تبلیغ اور اعلان کر دیں۔ تو آپ نے اللہ کے اس حکم کی تعمیل کی اور خلافت کے لیے امیر المومنین علی کو نامزد کر دیا آگے اسی کتاب میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔"

وفی غدیر خم فی حجة الوداع عینه النبی (ص) حاکما من بعده ومن حینها بدأ الخلاف الی نفوس القوم۔ (الحکومة الاسلامیة ص۱۳۱)

"اور حجۃ الوداع میں غدیر خم کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی علیہ السلام کو اپنے بعد کے لئے حکمران نامزد کر دیا اور اسی وقت سے قوم کے دلوں میں مخالفت کا سلسلہ شروع ہو گیا"

اس سلسلہ میں خمینی صاحب کی اسی کتاب سے ایک عبارت اور پڑھ لی جائے، فرماتے ہیں:

قد عین من بعده والیا علی الناس امیر المومنین (ع) واستمر انتقال الامامة والولایة من امام الی امام الی ان انتهی الامر الی الحجة القائم (ع) ص۹۸

"اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد کے لئے امیر المومنین علیہ السلام

کو لوگوں پر حاکم اور والی کی حیثیت سے نامزد کر دیا اور پھر امامت و ولایت کا یہ منصب ایک امام سے اگلے امام کی طرف برابر منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ الحجۃ القائم (یعنی امام غائب مہدی منتظر تک پہنچ کر یہ سلسلہ اپنی نہایت کو پہنچ گیا) کیا کسی بھی ایسے شخص کو جس کو اللہ نے عقل و فہم سے بالکل ہی محروم نہ کر دیا ہو اس میں شبہ ہو سکتا ہے کہ جو شخص رسول اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلافت و امامت کے لیئے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ، کی نامزدگی کا وہ عقیدہ رکھتا ہو جو خمینی صاحب نے اپنی ان عبارتوں میں ظاہر کیا ہے (اور جو شیعیت کی اساس و بنیاد ہے) یقیناً اس کی رائے اور اس کا عقیدہ شیخینؓ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عام صحابہ کرامؓ کے بارے میں وہی ہوگا جو مذہب شیعہ کی مستند کتابوں کی روایات اور اُن کے ائمہ کے ارشادات کے حوالہ سے اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ یعنی یہ کہ معاذ اللہ انہوں نے غداری کی اور وہ مرتد اور لعنتی و جہنمی ہو گئے ـــــ جیسا کہ بار بار عرض کیا گیا ہے مستند ترین کتب شیعہ کی یہ روایات اور ان کے ائمہ کے یہ ارشادات ناظرین کرام انشاءاللہ اسی مقالہ میں آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس سلسلہ میں ایک مختصر سی روایت یہاں بھی پڑھ لی جائے ـــــ شیعہ حضرات کی اصح الکتب "الجامع الکافی" کے آخری حصّہ "کتاب الروضہ" میں اُن کے پانچویں امام ابوجعفر یعنی امام باقر (علیہ السلام) کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

کان الناس اهل ردة بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ثلاثة فقلت ومن الثلاثة فقال المقداد بن الاسود وابو ذر الغفاری وسلمان الفارسی رحمة اللہ علیہم وبرکاتہ

(فروع کافی جلد سوم کتاب الروضة ص۱۱۵ طبع لکھنو)

" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سب لوگ مرتد ہو گئے سوائے تین کے (راوی کہتا ہے) میں نے عرض کیا کہ وہ تین کون تھے؟ تو انہوں نے فرمایا مقدادؓ بن الاسود اور ابوذر غفاریؓ اور سلمانؓ فارسی ـ ان پر اللہ کی رحمت ہو۔ اُس کی برکات۔

اس عقیدے کے خطرناک نتائج

اس تحریری کاوش سے ہمارا مقصد خمینی صاحب کے مقاصد و معتقدات سے ان حضرات کو صرف واقف کرانا ہے جو ناواقف ہیں، ان پر بحث و تنقید اس وقت ہمارا موضوع نہیں، تاہم اس عقیدے کے بعض خطرناک اور دُور رس نتائج کی طرف اُن ہی حضرات کی توجہ مبذول کرانا بھی ہم اُن کا حق سمجھتے ہیں، تاکہ وہ غور کر سکیں

اگر خمینی صاحب کی یہ بات تسلیم کر لی جائے (جو مذہب شیعہ کی اساس و بنیاد ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت و امامت کے منصب کے لیے حضرت علیؓ کو نامزد کر دیا تھا۔ اور غدیر خم کے مقام پر اس کا اعلان بھی فرما دیا تھا تو اس کے لازمی نتیجہ کے طور پر یہ بھی ماننا پڑے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کی تعلیم و تربیت اور کردار سازی میں ایسے ناکام رہے کہ اللہ کا کوئی پیغمبر بلکہ کوئی مرشد و مصلح بھی اتنا ناکام نہ رہا ہوگا ۔۔۔ آپ نے ابتدائے دور نبوت سے وفات تک جن لوگوں کی تعلیم و تربیت پر محنت کی اور جو سفر و حضر میں ساتھ رہے، دن رات آپ کے ارشادات اور نصائح سُنتے رہے ۔۔۔ آپ کی آنکھ بند ہوتے ہی انھوں نے ایسی غدّاری کی کہ حکومت اور اقتدار پر قبضہ کرنے کی ہوس میں آپ کے قائم کئے ہوئے اس نظام ہی کو ملیامیٹ کر دیا جو آپ نے قیامت تک کے لیے اللہ کے حکم سے اُمت کی صلاح و فلاح کے لئے قائم فرمایا تھا اور جس کے لیے چند روز پہلے ہی اُن سب سے عہد و اقرار لیا تھا ۔ کیا تاریخ میں کسی مصلح اور ریفارمر کی ناکامی کی ایسی مثال مل سکتی ہے؟

اسی طرح اس عقیدہ کا نتیجہ یہ بھی ہوگا کہ سارا دین ناقابلِ اعتماد ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ انہی صحابہؓ کے واسطے سے اُمت کو ملا ہے، ظاہر ہے کہ جو لوگ ایسے ناخداترس اور ایسے نفس پرست ہوں اُن پر دین و ایمان کے بارے میں کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا ۔ اور خاص طور سے موجودہ قرآن تو قطعاً ناقابل اعتبار ٹھہرے گا کیونکہ یہ مسلّم ہے کہ یہ وہی نسخہ ہے جس ترتیب و اشاعت کا اہتمام و انتظام سرکاری سطح پر خلفائے ثلاثہ ہی

کے زمانے میں ہوا تھا۔ اور خمینی صاحب کے عقیدے کے مطابق یہی تینوں حضرات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم کئے ہوئے نظام کو نیست و نابود کرنے کے اصلی ذمہ دار اور (معاذ اللہ) "اکابر مجرمین" ہیں۔ پھر تو قرین عقل و قیاس یہی ہے کہ ان لوگوں نے (معاذ اللہ) اپنی سیاسی مصلحتوں کی بنا پر اس میں ہر طرح کی گڑبڑ اور تحریف کی ہوگی، جیسا کہ مذہب شیعہ کی معتبر ترین کتابوں کی سینکڑوں روایات اور ان کے ائمہ معصومین کے ارشادات میں بیان کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام ان میں سے کچھ روائتیں اور ائمہ معصومین کے ارشادات میں بیان کیا گیا ہے۔ ناظرین کرام ان میں سے کچھ روائتیں اور ائمہ معصومین کے وہ ارشادات انشاء اللہ اس مقالہ میں بھی آئندہ اپنے موقع پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس موقع پر خمینی صاحب کے بارے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ وہ ہمارے اس زمانے کے عام شیعہ علماء کی طرح موجودہ قرآن ہی کو اصلی قرآن کہتے اور تحریف کے عقیدے سے انکار کرتے ہیں۔ لیکن اپنی کتاب "الحکومۃ الاسلامیہ" ہی میں انہوں نے ایک جگہ علامہ نوری طبرسی کا ذکر پورے احترام کے ساتھ کیا ہے اور اپنے نظریہ "ولایت فقیہ" پر استدلال کے سلسلہ میں ان کی کتاب "مستدرک الوسائل" کے حوالہ سے ایک روایت نقل کی ہے (الحکومۃ الاسلامیہ ص۶۶) حالانکہ خمینی صاحب جانتے ہیں اور ہر شیعہ عالم کو علم ہے کہ ان علامہ نوری طبرسی نے قرآن کے محرّف ہونے کے ثبوت میں ایک مستقل کتاب تصنیف فرمائی ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" اس کتاب میں انھوں نے لکھا ہے کہ "ہمارے ائمہ معصومین کی دو ہزار سے زیادہ روائتیں ہیں جو یہ بتلاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں تحریف ہوئی اور ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے اور ہمارے عام علمائے متقدمین کا یہی عقیدہ رہا ہے"۔ اس وقت ہم اتنے ہی پر اکتفا کرتے ہیں، آگے یہ موضوع مستقل طور پر زیر بحث آئے گا۔ وباللہ التوفیق

خمینی صاحب بعض فقہی مسائل کی روشنی میں:

اب تک خمینی صاحب کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا وہ صرف ان کی کتاب الحکومۃ الاسلامیہ

ہی کی بنیاد پر لکھا گیا ہے، اور اس کا تعلق اصول اور اعتقادات سے ہے، اور وہی اہم ہے۔ اب ذیل میں ان کی عظیم تصنیف "تحریر الوسیلہ" سے صرف دو تین ایسے فقہی مسئلے نقل کئے جاتے ہیں جن سے خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں انشاءاللہ ہمارے ناظرین کو مدد ملے گی۔

"تحریر الوسیلہ" جلد اول کتاب الصلوٰۃ میں ایک عنوان ہے القول فی مبطلات الصلوٰۃ۔ (یعنی ان چیزوں کا بیان جن سے نماز باطل ہو جاتی ہے اور ٹوٹ جاتی ہے) اس عنوان کے تحت دوسرے نمبر پر مسئلہ لکھا گیا ہے۔

ثانیها التکفیر وهو وضع احدی الیدین علی الاخری نحو ما یصنعه غیرنا ولا باس حال التقیه (تحریر الوسیلہ جلد اول ص۱۸۶)

"دوسرا عمل جو نماز کو باطل کر دیتا ہے وہ نماز میں ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھنا ہے جس طرح ہم شیعوں کے علاوہ دوسرے لوگ کرتے ہیں ہاں تقیہ کی حالت میں کوئی مضائقہ نہیں (یعنی ازراہ تقیہ یہ بالکل جائز ہے)"

اسی سلسلہ میں نمبر ۹ پر تحریر فرمایا ہے:

تاسعها تعمد قول آمین بعد اتمام الفاتحة الا مع التقیه فلا باس به۔ (تحریر الوسیلہ جلد اول ص۱۸۶)

"اور نویں چیز جس سے نماز باطل ہو جاتی ہے وہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بعد بالقصد آمین کہنا، البتہ تقیہ میں جائز ہے کوئی مضائقہ نہیں۔"

متعہ مذہب شیعہ کا مشہور مسئلہ ہے، خمینی صاحب نے تحریر الوسیلہ کتاب النکاح میں قریباً چار صفحے میں متعہ سے متعلق جزئی مسائل لکھے ہیں ان میں کئی مسئلے خاص طور سے قابل ذکر ہیں لیکن بخوف طوالت اس باب کا صرف ایک آخری مسئلہ ہی نذر قارئین کیا جاتا ہے۔

خمینی صاحب نے اسی مسئلہ پر متعہ کے بیان کو ختم فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جائے۔

یجوز التمتع بالزانیۃ علی کراھتہٍ خصوصًا لو کانت من العواھر المشہورات بالزنا وان فعل فلیمنعھا من الفجور (تحریر الوسیلہ جلد دوم ص۲۹۲)

"زناکار عورت سے متعہ کرنا جائز ہے مگر کراہت کے ساتھ خصوصًا جبکہ وہ مشہور پیشہ ور جسم فروش زانیات میں سے ہو اور اگر اس سے متعہ کرے تو چاہیئے کہ اس کو بدکاری کے اس پیشہ سے منع کرے"

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ خمینی صاحب نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ متعہ کم سے کم مدت کے لئے بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً صرف ایک رات یا ایک دن اور اس سے کم وقت یعنی صرف گھنٹہ دو گھنٹے کے لیئے بھی کیا جا سکتا ہے) لیکن بہر حال مدت اور وقت کا تعین ضروری ہے۔ (تحریر الوسیلہ ص۲۹۰ ج ۲)

جیساکہ عرض کیا تھا یہ مسائل بہرحال فروعی ہیں، ان کی وہ اہمیت نہیں ہے جو اصول اور معتقدات کی ہے، تاہم ان کے مطالعہ سے بھی خمینی صاحب کی شخصیت اور مذہبی حیثیت کو سمجھنے میں اُن حضرات کو مدد ملے گی جو سمجھنا چاہیں گے ــــ واللہ الھادی وھو ولی التوفیق۔

(بشکریہ ماہنامہ بینات کراچی)

ــــــــ (مدیر)

اسرار التنزیل

حضرت مولانا محمد اکرم صاحب مدظلہٗ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ فی خلق السمٰوٰت والارض واختلاف الیل والنھار۔۔۔ الذین یذکرون ۔۔۔ سبحٰنک فقنا عذاب النار۔ صدق اللہ

پچھلے جمعہ میں نے یہ بیان کیا تھا کہ تمام طرح کے آرام و سکون کے لئے تمام حاجات کے لئے اور تکمیل مقاصد حیات کے لئے عزت و آبرو کے لئے امن کے لئے دنیا اور آخرت کے لئے رب العالمین کے ساتھ تعلق استوار کرنے کے لئے مقام بندگی کو پانے کے لئے ان تمام اُمور کے لئے رب کریم نے جو نسخہ تجویز فرمایا ہے وہ ذکر ہے حتیٰ کہ ذلت اور رسوائی سے بچنے کے لئے بے اطمینانی خوف حسرت سے بچنے کے لئے دنیا و آخرت میں اللہ کے عذابوں سے بچنے کے لئے بھی ایک تدبیر ہے۔ غالباً میں نے وعدہ کیا تھا کہ اگلے جمعہ یہ عرض کروں گا کہ ذکر کس طرح سے کیا جاتا ہے، حقیقتاً ہر وہ فعل ذکر الٰہی ہے، جو اللہ کے حکم کے مطابق کیا جائے خواہ وہ کام کوئی ہو، ذکر مقابل ہے نسیان کا یا بھول کا تو جس کام میں اللہ کی یاد ہو وہ کام اللہ کا ذکر ہے۔ کوئی کام کرتے وقت جب انسان کے دل میں یہ بات آئے اس کام کے کرنے کا طریقہ رب العالمین نے کیا ارشاد فرمایا ہے، میں اُس طرح سے اس کام کو کروں یا کسی کام کے کرنے سے اس لئے رُک جائے کہ یہ کام کرنا اللہ نے منع کر دیا ہے تو یہ دونوں حالتیں ذکر کہلاتی ہیں مزدوری ملازمت یا تجارت یا ذریعہ معاش کوئی بھی ہو اس لحاظ سے کرنا کہ میرے اللہ کا حکم ہے۔ دیانتداری سے

کام کروں میں اُجرت لیتا ہوں اس غرض سے کرنا کہ اللہ نے مجھے کام کرنے کا حکم دیا ہے میں اس کے تعمیل ارشاد میں کر رہا ہوں اور کرتے وقت یہ بات ذہن میں رکھنا کہ میں اللہ کی اطاعت کر رہا ہوں خدا کے حکم کے خلاف نہیں کرنا مجھے یہ ذکر الٰہی ہے اور اگر مومن کا دنیاوی کام اگر ذکر الٰہی ہے تو عبادات تو لا محالہ سارے کی ساری ذکر الٰہی ہوں گی کافر اور مومن میں بنیادی فرق یہی ہے کہ کافر کا دین بھی دنیا ہوتی ہے۔ مختلف عبادات کے لئے دنیا کے مختلف فوائد انہوں نے مقرر کر رکھے ہیں یعنی دین بھی دنیا کے لئے کرتے ہیں ۔اور مومن کی دنیا بھی دین ہوتی ہے ۔یہ دنیا کے کام بھی دین کے لئے کرتا ہے، آخرت کے لئے کرتا ہے، تو جب یہ سارے اُمور ذکر الٰہی ٹھہرے، ہل چلانا بھی ذکر الٰہی، دکانداری کرنا بھی ذکر الٰہی مومن کا شریعت کے مطابق نوکری کرنا بھی سونا جاگنا بھی بچے پالنا بھی ۔پھر اس پر مزید ذکر کی کیا ضرورت ہے ۔اس سب کے ساتھ نماز، روزہ، حج و زکوٰۃ جو ہم کرتے ہیں وہ تو سارا ہی ذکر ہے،

تلاوت۔

ذکر ہے، تسبیحات ذکر ہیں تو پھر کونسا ذکر ضروری ہے ، عبادات معاملات پر خداوند عالم نے حدود مقرر فرمائی ہیں۔ نماز دن میں پانچ بار فرض ہے ، روزہ سال میں ایک مہینہ ایک بار زکوٰۃ ایک سو پر ڈھائی روپے، حج زندگی میں ایک بار اگر استطاعت ہو تو لیکن ذکر ایک ایسی عبادت ہے کہ اللہ نے اس کی حد مقرر نہیں فرمائی، جہاں بھی تلقین فرمائی فرمایا وذکر اللّٰہ ذکراً کثیرا - لا تعداد گنتی سے بالا تر۔ پھر ایک آیت کریم جو میں نے آج آپ کے سامنے تلاوت کی ہے خداوند کریم نے انیا کلیہ ارشاد فرمایا ہے کہ جس کی حد ین نہیں ملتی فرمایا دانشمند لوگ دنیا میں ذی شعور یا جنہیں آپ دانشور کہتے ہیں ایک ہمارا معیار ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں شخص دانشور ہے ایک معیار رب العالمین کا ہے اللہ نے فرمایا دانشور وہ ہے اولی الباب الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبھم انسان تین میں سے ایک حال میں ضرور ہوتا ہے یا کھڑا ہے، چل پھر رہا ہے یا بیٹھا ہے کام کر رہا ہے یا لیٹا ہے آرام کر رہا ہے فرماتے ہیں عقلمند وہ ہے جس کے یہ تینوں حال ذکر الٰہی سے خالی نہ ہوں۔ کھڑا ہو یا کر رہا ہو کام کر رہا ہو لیکن اللہ اللہ کر رہا ہو۔

بیٹھا ہو کام کر رہا ہو لیکن اللہ اللہ ساتھ الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبھم کسی حال میں ہو سو رہا ہو لیٹا ہوا ہو بیٹھا ہو دفتر میں ہو دکان میں ہو بازار میں ہو چل پھر رہا ہو میدانِ جنگ میں ہو یا کسی ہوٹل میں کھڑا ہو اللہ اللہ کر رہا ہو۔ اب آپ اندازہ فرمائیں کہ ان تین حالتوں میں دو ہی کام ہیں جو رکتے نہیں ہیں کوئی کام انہیں روک نہیں سکتا ایک سانس کا آنا جانا اور ایک دل کی دھڑکن باقی سارے کام آپ کسی سے بات کر رہے ہوں تو ذہن اُس طرف متوجہ ہو جائے گا۔ آنکھ اُدھر متوجہ ہو جائے گی آپ کچھ لکھ پڑھ رہے ہوں ہاتھ، آنکھ کان ذہن متوجہ ہو جائے گا۔

(سانس اور دل) یہ دونوں کام اپنا کام اس طرح سے جاری رکھتے ہیں کہ باقی اعضاء کچھ بھی کریں یہ اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔ تو بزرگانِ دین نے اس آیت کریمہ کی تعمیل کے لئے دل اور سانس کی آمد و شد میں اللہ اللہ کو سمو دیا ہر دھڑکن اللہ کے نام پر دھڑکے ہر سانس۔ اللہ کے نام کے ساتھ آئے جو لوگ ایسے خوش نصیب تھے کہ خدمت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے نگاہِ مصطفوی کا کمال یہ تھا کہ غیر نبی مومن جو بلند سے بلند درجہ پا سکتا ہے وہ صحابی ہے اُس سے آگے نبوت ہے تو آپ کی اک نگاہ نے انہیں صحابی بنا دیا لیکن قرآن کے اس حکمِ ذکر سے مستثنیٰ وہ بھی نہ تھے۔ آیت کریمہ جب نازل ہوئی واصبر نفسک ۔۔۔ والعشی کتنا عجیب انداز ہے اور کیسا عجیب حکم ہے اللہ فرماتے ہیں اپنے نبی کو واصبر نفسک تو اپنے وجودِ اقدس کو اپنے وجود مبارک کو اپنی ذاتِ گرامی کو اُن لوگوں میں محدود کر دے اُن کے ساتھ لگا دے رکھ

صبر ہوتا ہے روک دینا کسی چیز کا واصبر نفسک اپنے آپ کو اپنی ذات اقدس کو اپنے وجود پاک کو وابستہ کر دے

اُن لوگوں کے ساتھ جو صبح شام یعنی مسلسل "یدعون ربھم" اللہ کی یاد میں لگے ہوئے ہیں اور اس کا مفہوم جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا جب یہ آیت کریمہ اُتری تو حضور گھر میں تشریف رکھتے تھے۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں جیسے قدم مبارک مسجد میں رکھا تو صحابہ کرام رضی ایک حلقہ میں بیٹھے ذکر کر رہے تھے اللہ کے نبی ؐ نے فرمایا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے مجھے جن لوگوں میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے وہ لوگ بھی عطا فرما دیے ہیں۔ صحابہ

سمجھے اور مشکل ترین حالت۔ حالتِ جنگ ہوتی ہے اور مسلمان جنگ نہیں کرتا بلکہ جہاد کرتا ہے، جنگ ہوتی ہے مخالف کو ہرانے کے لئے جہاد ہوتا ہے۔ حق کو حق منوانے کے لئے یہ فرق ہے جنگ اور جہاد کے اندر مومن کی رائفل اٹھی ہوئی ہو اور سامنے کافر کھڑا ہو تو اس کی رائفل گولی نہیں فائر کرے گی کیونکہ اسے ہرانا نہیں ہے حق کو قبول کرانا ہے پھر جتنی عزت اس کی ہے اس سے زیادہ حرمت کا وہ مستحق بن جائے گا اسلام کے علاوہ کسی فوج کا ہاتھ کوئی نہیں روک سکتا انھوں نے جنگ کرنی ہوتی ہے یعنی جو مقابل آگیا ہے اسے مفلوج کرنا ہے یا اسے شکست دینی ہے تو جہاد بجائے خود ذکر ہے۔ صحابی پھر صحابہ رسول انسانیت کی عظمتوں پر پہنچے ہوئے تلوار ہاتھ میں ہے روزے سے بھی ہیں جہاد ایسے بھی ہوتے کہ رمضان میں روزے سے بھی ہیں فاقہ سے بھی ہیں پیاسے بھوکے بھی ہیں دھوپ بھی ہے تھکن بھی ہے لیکن اللہ کریم فرماتا ہے فاثبتوا ثابت قدم رہو۔ مومن کا شیوہ نہیں ہے کہ پیٹھ پھیر دے فاثبتوا جم جاؤ اللہ کے ہاتھ میں ہے زندگی اور موت فتح یا شکست تم اپنا حق ادا کرو جم جاؤ فاثبتوا و ذکر اللہ کثیرا۔ اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرو، یعنی اس حالت میں بھی ذکر کی کثرت ہی کا حکم دیا ہے اور کون اس کے جہاں میں مستثنیٰ ہوگا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد ہوتا ہے ان لک فی النھار سبحا طویلا میرے محبوب تیرے دن بھر کے مشاغل بہت کرنے ہیں

تیرے لئے ہر طلوع ہونے والا سورج مشقت محنت اور مجاہدہ لے کر طلوع ہوتا ہے ایک ایک دروازے پہ تو جاتا ہے ایک ایک کی بات سنتا ہے دکھ اٹھاتا ہے تکلیف اٹھاتا ہے اور اللہ کا پیغام پہنچاتا ہے سجدے بھی کرتا ہے سارے کام اپنی جگہ ــــ یہ بات ہو رہی ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سجدے سجدے میں بڑا فرق ہوتا ہے ساری کائنات ابدالاباد سجدے کرتی رہے حضورؐ کا ایک سجدہ سب سے قیمتی ہو جاتا ہے یاد رکھیں مرکز میں جو ایک نقطہ ہوتا ہے اس کی ایک حرکت سارے دائرے کو پھیر دیتی ہے سارا دائرہ کتنا چکر بھی لگائے تو بھی اس کا ایک چکر نہیں بن سکتا اور جتنا جتنا کوئی اس کے قریب ہوتا چلا جائے گا اتنے شارٹ سرکل میں اس کے چکر پورے ہوتے

جائیں گے، یہی وجہ ہے کہ ہم سارا سال محنت کرتے رہیں کوئی صاحب دل ایک بار اللہ کہہ دے اُس کا ایک بار کہنا قیمتی ہو جائے گا بعض دلوں کے ساتھ کائنات کی نبضیں دھڑکتی ہیں ہم اللہ کہیں تو ہمارا سارا وجود بھی ساتھ نہیں دیتا۔ بعض لوگ کہیں تو شجر و حجر ساتھ کہتے ہیں پھر کتنا فرق ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا اللہ فرماتا ہے میں نے پہاڑوں اور صحراؤں کو حکم دیدیا تھا کہ میرے پیامبر داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کہا کریں، بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اکیلے اللہ نہیں کہتے جب وہ اللہ کہتے ہیں تو کائنات اللہ کہتی ہے۔ اس لیے اُن کے سانسوں میں برکت ہوتی ہے اُن کے چہروں میں برکت ہوتی ہے ان کے اذکار میں برکت ہوتی ہے اور پھر ساری خدائی اللہ کہتی رہے ساری کائنات کہتی رہے اکیلے محمد رسول اللہ کا اللہ کہہ دینا ساری کائنات سے کروڑوں گنا بھاری ہے حضورؐ کا ایک سجدہ ساری دنیا کے ہمیشہ کے سجدوں سے بھاری ہے۔ اور اس ساری چیز کا اظہار کرنے کے بعد قرآن کہتا ہے میرے حبیبؐ "واذکر اسم ربک" اللہ کے نام کا بھی ذکر کیا کر اللہ اللہ اللہ کرتا رہا کر اسم ذات اللہ ہے نا یا اللہ کتنی دفعہ کتنی تعداد میں کس حالت میں۔ فرمایا وتبتل الیہ تبتیلا اتنی اللہ اللہ کر کہ صرف اللہ اللہ رہ جائے اپنا آپ بھی یاد نہ رہے تو جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس اس سے مستثنیٰ نہیں ہے تو میری اور آپکی نمازیں ہمیں ذکر سے مستثنیٰ نہیں کر سکتیں۔ میرا اور آپ کا جہاد، میری اور آپ کی تبلیغ ہمیں ذکر سے مستثنیٰ نہیں کر سکتی میرا اور آپ کا جہاد۔ یعنی سارے اعمال ذکر ہیں لیکن اسم ذات کا ذکر پھر ضروری ہے، دنیا کے سارے کام شریعت کے مطابق کرنا ہر ایک اپنی جگہ ذکر الہٰی ہے لیکن اس کے ساتھ اسم ذات کی تکرار کرنا پھر ذکر ہے اسی لئے ... قاضی ثناء اللہ پانی پتی ... رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ نے تفسیر مظہری میں اس آیت کریمہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ ذکر قلبی کا سیکھنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر واجب ہے، ہم اس دور میں جو صاحب ممبر بنے بیٹھے ہیں میری طرح کے کمزور لوگ ہیں اور ہم یہ باتیں کرنا نہیں چاہتے کہ ہمیں یہ خود کرنا پڑیں گی اور نوبت بایں جا رسید کہ اب کہتے ہیں یہ بدعت ہے

کیوں کہتے ہیں۔ شاید اس لئے کہ خود ہمت نہیں رکھتے کرنے کی تو آدمی اگر کوئی نیکی نہ کر سکے تو حق یہ ہے کہ وہ یہ کہے کہ یہ کام نیک ہے میں کر نہیں سکتا، اس نیکی کو برائی ثابت کرنے پہ نہ تل جائے یہ زیادتی ہے جب اللہ نے ذاتی طور پر اکیلے محبوب نبیؐ کو یہ کہدیا پہلے یہ تائید فرمائی کہ میرے نبی تجھ پر بوجھ کم نہیں ہے، بڑا ہے بڑی ذمہ داری ہے دن بھر تو میرا ہی پیغام لئے ایک ایک دروازہ پر جاتا ہے مشکلیں اٹھاتا ہے تکلیفیں اٹھاتا ہے پتھر پڑتے ہیں نازیبا کلمات سننے پڑتے ہیں جسمانی بھی ذہنی بھی اور قلبی بھی دکھ کے بھی سہنے پڑتے ہیں اِنَّ لَكَ فِی النَّہَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا یہ جملہ اس طرح سے منظر کشی کرتا ہے خدا گواہ ہے دل پھٹ جاتا ہے کہ کتنے دکھ اٹھائے حضورؐ نے کہ رب العالمین بھی محسوس کر رہا ہے کہ میرا نبی دکھ اٹھا رہا ہے یعنی خود اللہ العالمین کہہ رہا ہے کہ آدمی کی بساط سے آدمی کی ہمت سے تیرے دکھ بڑھ گئے ہیں یہ تیری ہی ذات ہے جو اس بوجھ کو اٹھا رہی ہے اور اللہ کا یہ کہنا کوئی معمولی کلمہ یا معمولی بات نہیں ہے

لیکن اس کے ساتھ فرما دیتا ہے میرے نبی میرے نام کی تکرار اتنی کر کہ اپنا بھی ہوش نہ رہے اپنے وجود کا بھی ہوش نہ رہے کائنات کا بھی ہوش نہ رہے صرف اللہ ھُو رہ جائے لہذا حضور کی اک نگاہ نے صحابی بنا دیا لیکن صحابی بھی ذکر کرتے ہیں۔ ذکر پہ رب العالمین نے قید نہیں لگائی عبادات بعض ایسی ہیں جن کی حدود مقرر ہیں مثلاً نماز کی رکعت مقرر ہیں ان میں قیام رکوع سجود متعین حالات و کیفیات اور عبادات و تسبیحات مقرر ہیں روزے میں اوقات فرائض اور سنن اور واجبات متعین ہیں ذکر تو ہے اس کا ذکر آزاد ہے ذکر کرو اور اسم ذات کا ذکر کرو واذکر اسم ربك اب کوئی محض زبان سے اللہ اللہ کہتا رہتا ہے کوئی تسبیح ہاتھ میں لے کر کہتا ہے اسے ذکر لسانی کہتے ہیں کوئی درود شریف پڑھتا ہے کوئی استغفار کوئی نفی اثبات کرتا ہے لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ کرتا رہتا ہے یہ سارے کیا ہیں ذکر لسانی ہیں۔ ذکر لسانی کا اس آیت کریمہ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اَلَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰہَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِھِمْ چونکہ زبان یا اللہ اللہ کرتی رہے گی

یا دوسری بات کرے گی اللہ اللہ چھوڑ دیگی ہر حال میں اللہ اللہ نہ کرے گی، سو جاؤ گے تو چپ ہو جائے گی یہ ہر حال میں اللہ اللہ نہیں کر سکتی - اسی لئے محققین فرماتے ہیں کہ ذکر لسانی سے ثواب تو حاصل ہوتا ہے - قلب زندہ نہیں ہوتا یعنی جتنا بھی آپ زبانی ذکر کریں وہ اپنی جگہ ذکر الہٰی ہے اور اُس پہ ثواب مرتب ہوتا ہے دل زندہ نہیں ہوتا، دل زندہ کرنے کے لئے ایک اور کیفیت ہے جس نے اک آن میں آدمی کو صحابی بنا دیا - یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں جو نور تقسیم ہوا جو برکات تقسیم ہوئیں جو انوارات تقسیم ہوئے کہ جو اُس مجلس میں ایمان لے کے پہنچا وہ صحابی بن گیا - جب حضورؐ نے دارِ دنیا سے پردہ فرمایا تو کوئی کتنا جہاد کرے کوئی کتنی عبادت کرے کوئی کتنے وظائف پڑھ لے صحابی نہیں بن سکتا کیونکہ وہ ؎

وہ جو بیچتے تھے دوائے دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

کہ وہ محفل اُس کی رونقیں اس عالمِ دنیا سے عالمِ بقا کو منتقل ہو گئیں اب تو وہ دروازہ بند ہو گیا - کوئی صحابی نہیں بن سکتا - لیکن وہ نعمت خدا نے بند نہیں کی - صحابی نہیں بن سکتا ذاکر تو بن سکتا ہے - ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا ہے عقلمند ہیں وہی جو ذکر کی اُس قسم کو اپنا لیں، دوسروں کو کافر نہیں کہا کہ جو صرف نماز روزہ کرتے ہیں ذکر نہیں کرتے وہ معاذ اللہ کافر ہیں یہ نہیں کہا خداوند عالم نے نہ یہ کہنے کا حکم دیا ہے - بات اولیٰ اور غیر اولیٰ کی ہے وہ بھی ذاکر ہیں جو صرف نماز روزہ کرتے ہیں وہ بھی ذاکر ہیں جو صرف ایمان رکھتا ہے اُس کی بھی ہر نیکی ذکر ہے کم ہو گی تو کم ذاکر ہو گا لیکن فرمایا اصلی حقیقی اور دانا تر ذاکر وہ ہے کہ جو ذکر کی ایسی صورت اپنا لے کہ کھڑے بیٹھے سوتے ذکر چلتا رہے انہیں اولی الالباب کہا ہے صاحب مغز لُب ہوتی ہے چیز کی حقیقت اُس کا مغز اصل شے جیسے بادام کی گری جو ہو گی لُب ہو گی - باقی چھلکا جو ہو گا وہ اور شے ہو گی - تو فرمایا باقی سب چھلکوں سے کھیلتے ہیں گری اس کے پاس ہے جو ہر دھڑکن کو اللہ کی یاد سے آشنا کرتا ہے تو محققین نے اس کا طریقہ یہ وضع فرمایا کہ ہر سانس کو

اللہ کا نام نہ دیا جاتے یہ نہیں یاد کرتا نرا دل پر خیال کرنے سے اس میں اللہ کا نام داخل نہیں ہوتا بلکہ جس طرح صحابہ نے نعمت حاصل کی تھی جو ان کے پاس پہنچا تابعی بن گیا جو تابعین کی خدمت میں پہنچا تبع تابعین بن گیا۔ اسی طرح جس نے تبع تابعین سے وہ انوار حاصل کئے کہ اس کے دل میں سما گئے تو پھر از خود دل کی دھڑکن اللہ کا نام لیتی ہے تو محققین صوفیاء نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے ذکر جہر کرایا کہ لاالٰہ اِلااللہ کچھ دیر کے بعد الااللہ پھر کچھ دیر کے بعد اللہُ اللہ یعنی اتنا لمبا ذکر کرانے کے بعد کہا کہ اب خاموش بیٹھ جاؤ اور دل سے سُنو کہ دل اللہ اللہ کرتا ہے جس نے ذکر جہر شروع کرایا وہ آخر اسی پہ رہے آیا۔ کسی نے کہا کہ زبان کو بند کردو آنکھوں کانوں کو بند کردو ہر سانس میں کہو اللہ ہُو، تو یہ جاری تب ہوتا ہے جب ذکر کرانے والا اُن برکات کا امین ہو جو حضور کی مجلس میں تقسیم ہوتی ہیں وہ انوارات اُس کے سینے میں ہوں صرف ذکر کا حکم نہ دے بلکہ دل کو اس طالب کے دل کی طرف متوجہ کرے اور وہ انوارات منعکس ہو رہے ہوں اُس کے دل میں ساتھ وہ محنت کر رہا ہو کہ میرا ہر سانس میرے دل کی ہر دھڑکن اللہ کہے تو پھر وہ انوارات اُس میں مستقل حیثیت اختیار کر جاتے ہیں اور اصطلاح تصوف میں قلب جاری اُسی دل کو کہتے ہیں جس میں وہ نُور مستقل سکونت اختیار کرے نرا دل کی دھڑکن کو نہیں کہتے دھڑکن تو آپ سوگز کی دوڑ لگائیں تو بھی تیز ہو جاتی ہے پہاڑی پہ چڑھ جائیں تب بھی دل کی ٹن ٹن کانوں کو سُنائی دیتی ہے وہ ذکر نہیں ہے ذکر وہ ہے کہ دل کی ہر دھڑکن سے نُور کا ایک شُعلہ اُٹھتا ہے اس کو قلب جاری کہتے ہیں تو ہمارے اس سلسلہ جلیلہ میں یہی ذکر قلبی کرایا جاتا ہے اور اس طرح سے کرایا جاتا ہے کہ اولِ ما آخر ہر منتہی یا قی سلاسل جہاں آکر انتہا مقرر کرتے ہیں نا یہ وہاں سے ابتدا کرتا ہے۔

اوّل ما آخر ہر منتہی
آخر ما جیب تمنا دہی

ہمارے سلسلہ عالیہ کی اول وہاں ہے جہاں باقی سلاسل انتہا سمجھتے ہیں کہ ذکر میں جہری کراتے ہوئے سانس کراتے ہوئے پھر

قلب پہ آتے ہیں یہ شروع قلب سے کرتا ہے۔ اور منازل میں فنا بقا پہ آخر کرتے ہیں ہم مبتدی کو فنا بقا سے شروع کراتے ہیں تمام سلاسل فنا بقا کو منتہی منزل کہتے ہیں۔ لیکن ہم بفضل اللہ ابجد کہتے ہیں فنا بقا کو اور مراقبات شروع وہاں سے کراتے ہیں اور ہماری انتہا یہ ہے، کہ کسی کو نصیب ہو تو اس کے لئے مانگنے کے لئے کچھ نہیں رہتا اور یہی ذکر جو دل کو جاری کرتا ہے سانس کی آمد و شد کو معطر کرتا ہے تو وہی اس آیت کریمہ کے مفہوم کے مطابق الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبہم اگر خدا دل کی نگاہ دیدے۔ مدت کی بات ہے میرا خیال ہے زیادہ سے زیادہ آٹھ سات ساتھی ہوں گے ذکر کیا کرتے تھے۔ حضرتؒ تشریف لائے عجیب لوگ تھے۔ انسان بڑا نادان ہے ہم نے سمجھا زمانہ ایسا ہی رہے گا ہم نے یہ کبھی نہیں سوچا تھا یہاں ایک بابا ہوا کرتا تھا بوڑھا سا۔ حضرت تشریف لائے وہ بھی وہاں پہنچ گیا کوئی تین چار ساتھی ہم ہوا کرتے تھے ہم نے اُسے لطیفۂ قلب بتا دیا بالکل سفید ریش تھا بوڑھا۔ اس کے بعد تین چار سال حضرت تشریف لاتے رہے ہر سال، وہ آتا تھوڑی دیر بعد یعنی پندرہ بیس منٹ کے لئے بیٹھ جاتا حضرتؒ کے پاؤں دبانا شروع کر دیتا پندرہ بیس منٹ بیٹھتا اپنے دھیان میں لگا رہتا اپنے لطیفے پہ خیال کر کے پھر اجازت لے کے چلا جاتا جب حضرتؒ تشریف لے جاتے تو ہفتے میں ایک آدھ بار وہ ایسا کرتا مجھے وہ دیکھ کر نور پور سے میرے ساتھ ہو لیتا اور بستی پہنچنے سے پہلے وہ اجازت لے کر چلا جاتا اور خاموش ساتھ چلتا رہتا تھا۔ بس جی میرا مطلب پورا ہو گیا میرا کام ہو گیا۔ ایک دن میں کہیں باہر سے گھر لوٹا تو اس کی بیٹی اثنائے راہ مجھے مل گئی کہ میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے وصیت کی ہے کہ آپ اُس کے جنازے میں ضرور شامل ہوں اس نے ہمیں کہا تھا کہ اُنہیں ضرور بلا کے لانا۔ ساتھی بھی تھا اور بوڑھا بھی تھا میں نے کہا چلو چلتے ہیں خدا گواہ ہے بابا دوست محمد اللہ اس کی مغفرت کرے اس کے مشاہدات بھی صحیح تھے ہم قبرستان میں تھے تو گاؤں کی طرف سے اس کا جنازہ آرہا تھا۔ وہ بابا دوست محمد کہہ رہا تھا کہ اس شخص کو حضرتؒ نے ایک لطیفہ کرایا ہے لیکن اس کے دل سے یوں شعلہ

اُٹھتا ہے جیسے تنور جل رہا ہو۔ حالانکہ جنازہ
آرہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اس کے دل سے مسلسل
شعلے اُٹھتے ہیں جس طرح دل دھڑکتا ہے اور
یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ جنازے کے بعد جب اس
کا منہ دیکھنے لگے تو ہم جب اس کے سامنے ہوئے
تو اس کے ہونٹوں پر حرکت ہوئی اللہ تو میں
مبہوت ہو کر ایک دم ہٹ گیا کہ یہ شخص اُٹھ بیٹھے گا
یہ لوگ کیا کہیں گے یہ تو تماشا بن جائے گا۔
جیسے ہی اس کے ہونٹ ہلے میں ہٹ گیا۔
حالانکہ ایک لطیفہ یہ اُسے چند لمحہ توجہ نصیب ہوئی

ان سب باتوں کے ساتھ ایک اصولی اور
ضروری بات یاد رکھیں کہ نبوت ایک ایسی نعمت
ہے جو عطا تو ہوتی ہے سلب نہیں ہوتی نبی کا
وصفِ ذاتی بن جاتی ہے۔۔۔ جہاں نبی کی
ذات ہوگی نبوت ہوگی۔ ولایت وصفِ ذات
کا نہیں بلکہ یہ بطور امانت ہی رہتی ہے اور
اس کی بڑی کڑی حفاظت کرنی پڑتی ہے
اس نعمت کا حاصل کرنا بہت مشکل ہے بہت
تکلیف دہ ہے بڑا کٹھن ہے زندگی ہارنی
پڑتی ہے تب حاصل ہوتی ہے لیکن یہ بھی یاد
رہے کہ کسی بھی لمحہ آدمی کو یہ خیال آجائے کہ
میری زندگی تو اپنی ہے میں اپنی مرضی سے
جیوں گا اُسی لمحے یہ نعمت ساری کی ساری
واپس بھی ہو جاتی ہے یہ اس سودے کی شرائط
میں سے ہے۔

ان اللہ اشتریٰ من المومنین انفسھم
واموالھم بان لھم الجنہ

یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

زندگی کے کسی لمحے انسان کو یہ خیال آجائے
کہ میں بھی ہوں پھر وہ میں ہی رہ جاتا ہے یہ
نعمت چلی جاتی ہے۔ خواہ کتنی بڑی ہو۔
اور جتنی بڑی ہستی ہو اتنی جلدی ضائع ہوتی
ہے۔ اس میں عجیب تر بات یہ ہے کہ جتنا کمزور
ہو اُس کی اتنی لغزشیں قابلِ برداشت ہوتی
ہیں اور جتنے منازل بلند ہو جائیں اتنی چھوٹی
سی لغزش پہ گرفت ہوتی ہے تو یہ ہے مختلف
سلاسل کا طریق کار اور ذکر کی دونوں حالتیں دونوں
میں سے یا زبان سے ہوگا وہ ذکر لسانی ہوگا یا دل
سے ہوگا وہ ذکر قلبی یا خفی ہوگا تو جب تک ذکر
قلبی ذکر خفی نہ حاصل کیا جائے اس آیت کریمہ کا
مفہوم ادا نہیں ہوتا اور ذکر لسانی کے لئے وظیفہ
کوئی بھی شخص بتا سکتا ہے کہیں سے کسی نے سنا ہوگا
وہ بتا دے گا لیکن ذکر قلبی نام ایک کیفیت کا ہے
وہ کیفیت جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارات
دل میں آنے سے پیدا ہوتی ہے یہ وہی شخص

کرا سکے گا جس کا نہ صرف دل منور ہوگا بلکہ جسے ذکر کرانے کی اجازت اور توفیق بھی ہوگی ورنہ بڑے بڑے صاحبِ دل۔ زمانہ حال میں حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمتہ اللہ علیہ کی منازل کی ریس مشکل سے کرنی پڑتی ہے بہت اعلیٰ منازل کے ولی اللہ تھے میں نہیں سمجھتا کہ کسی کو لطائف بھی کرا کے چھوڑ گئے ہوں، حالانکہ ان کے اپنے منازل عرشوں میں تھے مجھے یاد نہیں رہا نا لباً چھٹے یا ساتویں عرش میں تھے اور پچاس برس تک اللہ اللہ کرتے رہے اور اتنا وعظ کیا اتنی تبلیغ کی اتنی لوگوں کی رہنمائی فرمائی عالمگیر سطح پر لیکن جب دنیا سے گئے تو ذاکرین نہیں چھوڑ کر گئے کسی کو لطائف مراقبات ثلاثہ بھی نہیں کرائے یہ اس لئے نہیں کہ اُن کی طاقت کم تھی یہ اس لئے کہ اللہ نے یہ کام اُن سے لیا نہیں خدا کی مرضی جو جو کام جس ہستی سے لے تبلیغ کا کام اللہ نے اُن سے لیا تو انشاء اللہ رہتی دنیا تک اُن کی تصانیف ان کی تفاسیر کے تراجم لوگوں کی رہنمائی کرتے رہیں گے۔ لیکن جہاں ذکر کی بات آتی تو کسی کو تسبیحات پڑھنے کو بتا دیتے۔ مراقبات ایک شخص کو بھی نہیں کرائے۔ یہ خدائی تقسیم ہوتی ہے۔

اوّل تو یہ ہے کہ خود صاحبِ دل ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ پھر اُسے تقسیم کرنے پر مامور بھی کیا گیا ہو، اور اگر کسی شخص سے فائدہ حاصل ہونا شروع ہو جائے یہ اس بات کی دلیل بن جاتا ہے کہ یہ صاحبِ حال بھی ہے اور مامور ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے اجازت بھی ہے تو اس دنیا سے اگر کوئی چیز کمائی جا سکتی ہے تو یہی حالت ہے کہ آدمی اس کا مصداق بن جائے کہ الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبہم۔

خداوند عالم حاضر و غائب تمام مسلمانوں کو اس کے حصول کی توفیق عطا فرمائے اور تمام حاضر و غائب احباب کو استقامت علی الدین نصیب فرمائے، جنہیں یہ کمال نصیب ہوا ہے ابدالاباد اُنہیں عطا فرمائے اور شیطان اور نفس کے چنگل سے محفوظ فرمائے خدا قادر ہے ارحم الراحمین ہے ہماری لغزشوں سے درگزر فرمائے اور ہمیں توفیق ارزاں فرمائے ہم حضرتؒ کا لگایا ہوا پودا آئندہ نسل تک منتقل کر سکیں اور دنیا میں اللہ کے نام کی جوت جگاتے رہیں خداوند عالم توفیق نصیب فرمائے

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تصوّف کی ضرورت

عام افراد اور جماعتی راہنما کے لئے: از سید علی شاہ

تصوّف کے بغیر ایک عام منفرد آدمی اور ایک جماعتی راہنما کی زندگی میں کیا خلا واقع ہوتا ہے۔ اس ضمن میں ملّت کی دو ایسی مقتدر شخصیتوں کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں جن میں سے ایک کے بارے میں زبان سے بے ساختہ "رحمتہ اللہ علیہ" اور دوسرے کے بارے میں "مدظلہ العالی" کی دعا نکلتی ہے پہلی شخصیت امام دارالہجرت مالک بن انس رحمتہ اللہ علیہ کی ہے اور دوسری شخصیت دورِ حاضر کے سب سے بڑے عالم باعمل اور اسلامی دنیا کے مانے ہوئے نمائندہ و ترجمان مولانا ابوالحسن علی ندوی کی ہے۔

امام مالکؒ فرماتے ہیں:

"من تفقّہ و لم یتصوف فقد تفسّق ومن تصوّف و لم یتفقّہ فقد تزندق ومن جمع بینھما فقد تحقّق"

اس قول کے پہلے جملے کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ظاہری فقہ کو سیکھا اور تصوّف سے کوئی سروکار نہ رکھا تو نتیجہً فسق کا شکار ہوا۔ بلاشبہ جس کی زندگی تصوّف سے خالی ہے اس کو خدا تعالیٰ کا وہ زندہ تعلق ہرگز حاصل نہیں ہو سکتا جو اس کے شب و روز کے سارے آنات و لمحات کو "یادِ الٰہی" سے مملو رکھے جس کی وجہ سے اس کا تصلّب برقرار رہے بلکہ اکثر و بیشتر ہوتا یہی ہے کہ نفس امّارہ کی طغیانیاں کبھی تو اس کے حریم تدیّن کے فقط اطراف و جوانب کو بہا کر لے جاتی ہیں اور کبھی اس کی تمام دیواروں کو ہلا ڈالتی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود اس کی استقامت کا پندار برابر قائم رہتا ہے۔ اور مولانا ابوالحسن علی ندوی مدظلہٗ تحریر فرماتے ہیں:۔

"انسانی زندگی کا طویل ترین تجربہ ہے کہ محض معلومات و تحقیقات اور مجرّد قوانین و ضوابط اور صرف نظم و نسق، سرفروشی و جانبازی بلکہ سہل تر ایثار و قربانی کی طاقت اور آمادگی پیدا کرنے کے لئے بھی کافی نہیں ہیں۔ اس سے کہیں زیادہ گہرے

اور طاقتور تعلق اور ایک ایسی روحانی لالچ اور غیر مادی فائدے کے یقین کی ضرورت ہے کہ اس کے مقابلہ میں زندگی باردوش معلوم ہونے لگے۔

اس لئے کم سے کم اسلام کی تاریخ میں ہر مجاہدانہ تحریک کے سرے ہر ایک ایسی شخصیت نظر آتی ہے جس نے اپنے حلقہ مجاہدین میں یقین و محبت کی یہی روح پھونک دی تھی اور اپنے یقین و محبت کو سینکڑوں اور ہزاروں انسانوں تک منتقل کر کے ان کے لئے تن آسانی اور راحت طلبی کی زندگی دشوار اور پامردی اور شہادت کی موت آسان اور خوش گوار بنا دی تھی اور ان کے لئے جینا اتنا ہی مشکل ہو گیا تھا جتنا دوسروں کے لئے مرنا مشکل تھا"

چند سطر آگے چل کر لکھتے ہیں؛

"معمولی اور معتدل حالات میں قوموں کی قیادت کرنے والے، فتح و نصرت کی حالت میں لشکروں کو لڑانے والے ہر زمانے میں ہوتے ہیں۔ اس کے لئے کسی غیر معمولی یقین و شخصیت کی ضرورت نہیں، لیکن مایوس کن حالات اور قومی اختصار کی کیفیات میں صرف وہی مرد میدان حالات سے کشمکش کی طاقت رکھتے ہیں جو اپنے خصوصی تعلق باللہ اور قوتِ ایمانی و روحانی کی وجہ سے خاص یقین و کیفیتِ عشق کے مالک ہوں ۔۔۔، چنانچہ جب مسلمانوں کی تاریخ میں ایسے تاریک وقفے آئے کہ ظاہری علم و حواس اور قوتِ مقابلہ نے جواب دے دیا اور حالات کا تبدیلی امر محال معلوم ہونے لگی تو کوئی صاحبِ یقین و صاحبِ عشق میدان میں آیا۔ جس نے اپنی "جراتِ رندانہ" اور "کیفیتِ عاشقانہ" سے زمانہ کا بہتا ہوا دھارا بدل دیا اور اللہ تعالٰی نے "یخرج الحیّ من المیت" اور "یحی الارض بعد موتہا" کا منظر دکھایا۔

حضرات! اس طویل اقتباس کو نقل کرنے کی زحمت اس لئے کی گئی ہے کہ اس میں ایک راہنما کے لئے تصوف اور قوتِ روحانی کی ضرورت کو واضح کیا گیا ہے۔ مولانا نے دو باتوں کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ کہ رہنمائے جماعت کے لئے

ایمانی و روحانی کیفیات کا ہونا اس لئے بھی ضروری ہے کہ کہیں ابتلا و آزمائش کی سخت گھڑیوں میں عزیمت کی مشکل پسندیوں اور مہم جوئیوں سے منہ موڑ کر رخصت کی تن آسانیوں پر قانع نہ ہو جائے۔ اور اور اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس کی اخلاص اور للہیت جذب و کشش اور حوصلہ وہمت سے جماعت کی شیرازہ بندی قائم رہے۔ نہیں تو رہنما کی رخصت پسندی اور جماعتی انتشار میں سے کسی ایک کا وجود بھی جماعتی مقاصد کو ناممکن الحصول بنا دے گا۔

آخیر میں ایک وضاحت یہ بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ صوفیانہ صفات اور روحانی کیفیات کا عالم ہونا اور بات ہے اور اس کا حامل ہونا بالکل الگ بات ہے، اخلاقی قدروں پر محققانہ تقریر کرنے سے آدمی متخلق ہرگز نہیں بنتا۔ اسی سلسلے میں ہمارے ایک استاد مرحوم ایک حکایت بیان فرمایا کرتے تھے کہ غالباً ابوالبرکات بغدادی سے کسی نے ابو علی سینا کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کیسے آدمی ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ "اخلاق ندارد" کسی نے ابو علی سینا کو یہ بات پہنچا دی، تو انہوں نے اخلاق کے موضوع پر ایک مفصل و مبسوط کتاب تصنیف کی جس میں للہیت صبر و رضا اعتماد و توکل، ریا و نمود، خودبینی و خودستائی کینہ و حسد جیسے بے شمار اخلاقی فضائل و رذائل پر بڑی باریک بینی سے بحث کی گئی تھی اور پھر اس کتاب کو ابوالبرکات بغدادیؒ کے پاس بھیجا۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے کب کہا تھا کہ "اخلاق نداند" میں نے تو کہا تھا کہ "اخلاق ندارد" تو تصوّف کے ضمن میں جس چیز کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے وہ اس کا درجہ حال حاصل کرنا ہے نہ کہ فقط قال ہے

ذکر: ذوق و شوق را دادن ادب
کار جاں است ایں نہ کار کام و لب

بشکریہ حکمتِ قرآن

ماہنامہ المرشد چکوال قارئین کی خدمت میں بہترین اخلاقی ادبی مضامین پیش کرتا ہے۔

مجالس علم وعرفان

الحاج شیخ محمد حبیب الرحمان
(ریٹائرڈ) ایس۔ پی لاہور

گذشتہ سے پیوستہ

ایک مجلس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت خضرؑ پر اعتراض کرنے کا ذکر ہوا تو اعلیٰ حضرت شیخ المشائخ وامام الاولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت خضرؑ نے اللہ تعالےٰ کے حکم سے سارے کام کئے اور تینوں کام کرنے کی مصلحتیں بھی بتلائیں تو پھر اعتراض کیسا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کشتی توڑنے پر اعتراض کیا لیکن وہ خود بھی تو بکس میں بند کرکے دریا میں پھینک دیئے گئے تھے اللہ تعالےٰ نے ان کو بچا لیا، بچہ کے قتل پر اعتراض کیسا؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خود بھی تو ایک شخص کو قتل کر دیا تھا۔ اپنی قوم کے آدمی کو بچانے کے لئے اسی طرح دیوار بنانے کی اُجرت نہ لینے پر اعتراض بھی درست نہ تھا۔ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام جب مدین گئے تو پتھر ہٹا کر لڑکیوں کی بکریوں کو پانی پلایا تھا۔ اور اس پر خود حضرت موسیٰؑ نے کوئی اُجرت نہ لی تھی، حالانکہ مدین تک جاتے تک آٹھ دن تک روٹی کھانے کو نہ مل سکی تھی لیکن پھر بھی اُجرت نہ لی۔

ایک مرتبہ دیوبندی مسلک کے سلسلے میں بات ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ دیوبندی بننے کے لئے یہ شرط نہیں کہ وہ دیوبند میں پڑھا ہوا ہو دیوبندی وہ ہے جس کا مسلک دیوبند کا ہو، عقائد دیوبند کے رکھتا ہو۔ پھر فرمایا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بریلوی جتنے ہیں ان کی اصلاح کی جائے تو اصلاح ہو جاتی ہے میرے پاس سینکڑوں آئے جو درست ہو گئے۔

دوسری چیز یہ ہے کہ دیوبند علماء میں کوئی ایسا نہیں جو حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ مہاجر مکی کا مُرید نہ ہو۔ حالانکہ حضرت مہاجر مکیؒ اُن علماء کی طرح عالم تو نہیں تھے، علم کم تھا مگر صاحب حال تھے حضرت مہاجر مکیؒ کا ایک قول کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جس وقت نبی دنیا میں مبعوث ہوتا ہے تو اس کے پاس، توپیں، ٹینک، ہوائی جہاز، فوج

یا خزانہ کچھ نہیں ہوتا۔ وہ بے سروسامانی کی حالت میں آتا ہے اس کی توپیں، ٹینک، ہوائی جہاز، فوج اور خزانہ اس کا معجزہ ہوتا ہے معجزہ جو نبی کا ہوتا ہے وہ اس کی اولاد کو وراثت میں ملتا ہے جو اس کے صحیح بیٹے ہوتے ہیں۔ بطور کرامت ان کو ملتا ہے۔ مردہ زندہ کرنے کا معجزہ حضرت عیسٰی ؑ کا عیسائیوں کو ملنا چاہیئے یا ہمیں ملنا چاہیئے؟ تابعدار ہم ہیں یا عیسائی؟

پھر اعلیٰ حضرت رح نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا مسلک بالکل سیدھا سادا ہے صحابہ کرام ؓ تابعین رح اور تبع تابعین رح خیر القرون ہیں۔ کوشش کرنی چاہیئے کہ ان کے پیچھے چلیں تب تو مسلک دیوبندی ہے ہم کسی اور چیز کو بالذات نہیں سمجھتے۔ بغیر اس کے اصلاح کوئی نہیں ہو سکتی۔ بغیر اللہ اللہ کرائے کوئی اصلاح نظر ہی نہیں آتی۔ اصلاح ہو جائے تو لازمی درست ہو گئے۔ کچھ خدا سے محبت ہو جاتی ہے کچھ دین کے ساتھ محبت ہو جاتی ہے۔ سُنت کے ساتھ کچھ محبت ہو جاتی ہے، لیکن مخالفین کو ضد ہے کہ یہ دین کا کام کیوں کرتے حالانکہ اُن کا اپنا حال یہ ہے کہ لادین ان کے مرید بے اعتبار ان کے مرید سود خور ان کے مرید، ڈاکو ان کے مُرید جھوٹ بولنے والے ان کے مُرید۔ جھوٹے دعوے کرنے والے ان کے مرید بے نمازی ان کے مرید مگر جماعت میں ایک بندہ ایسا دکھا دیں۔

پھر علماء دیوبند کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ مولانا نانوتوی رحمتہ اللہ نے لکھا ہے کہ انہوں نے بخاری حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پڑھی، اسی طرح شاہ ولی اللہ رح نے اپنی کتاب فوز الکبیر میں لکھا ہے کہ قرآن کریم کا جو ترجمہ میں نے کیا وہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ کر کیا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رح نے یہ بات لکھی ہے کہ ایک شخص ان کے پاس آیا زیارت کے واسطے۔ مولانا نے کہا کہ تیرے دل میں ایک عورت بیٹھی ہوئی ہے جس کا چہرہ اور حلیہ وغیرہ ایسا ہے، بالآخر وہ مان گیا۔

حضرت شیخ المشائخ رح نے اسی طرح کا اپنے ایک واقعہ کا ذکر فرمایا کہ میرے پاس ایک مولوی صاحب آئے۔ دیکھنے میں بہت نیک معلوم ہوتا تھا لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو اُسے کہا کہ تیرے دل میں تو زنانی بیٹھی ہے۔ اس نے انکار کیا، میں نے اس کا حُلیہ بتایا۔ وہ نہ مانا۔ جب میں اندر گیا تو کسی ساتھی سے کہنے لگا کہ مولوی صاحب کو کس نے یہ بات بتلائی بالآخر وہ مان گیا۔ میں نے اُسے کہا کہ میں اب مُڑ کر میرے پاس مت آنا۔ تو مولوی نہیں ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب مولانا رشید احمد گنگوہی رح سے یہ بات کہی تو فرمانے لگے کہ میں رہتا تو یہاں ہوں لیکن تین سال سے میں نے کوئی کام ایسا نہیں کیا جو

آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا نہ ہو۔ اعظم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق فرمایا کہ انھوں نے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کیا۔ ان کے انتقال کے بعد دو سال تک پھر حضرت اعظم بنوریؒ لکھتے ہیں کہ میں پھر مکہ مکرمہ گیا اور مدینہ منورہ حاضر ہو کر اجازت واپس جانے کی مانگی، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں دستِ مبارک قبر اطہر سے باہر آئے اور مصافحہ فرمایا کہ یا ابن انت جواری یعنی تو میرا پڑوسی ہے تم جنت البقیع میں دفن ہوگا۔

حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر فرمایا کہ جب پاکستان بنا تو رات کو ایک انسپکٹر آیا۔ وہ حضرت کا مرید تھا۔ مولانا نے اسے کہا کہ ملک کی تقسیم تو ہو گئی۔ باطنی حکومت نے فیصلہ کر دیا ہے، ہندوستان علیحدہ کر دیا اور پاکستان علیحدہ کر دیا۔ اس پر انسپکٹر نے سوال کیا کہ پھر آپ سیاست کیوں کرتے ہیں؟ تو مولانا فرمانے لگے کہ ہم ظاہر کے مکلف ہیں۔

ان اکابر علماء دیوبند کا ذکر کرنے کے بعد حضرت شیخ المشائخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ سارے صوفی ہیں۔ اعتراض ہو تو میرے پاس آجاؤ۔ میں زندہ بیٹھا ہوں۔ میں جواب دوں گا۔ علوم ظاہری میں ۱۲/۱۴ سال لگتے ہیں میرے پاس صرف ایک سال کے لئے آجاؤ۔ میں زندہ بیٹھا ہوں۔

پھر ارشاد فرمایا کہ کشف کرامت، الہام، کلام وغیرہ یہ سب ثمرات ہیں۔ یہ مقصود بالذات نہیں مقصود صرف رضائے الٰہی ہے ولی اللہ کو صرف اللہ کی ضرورت ہوتی ہے اور کسی چیز کی ضرورت نہیں ہوتی، مجاہدات و ریاضت پر موقوف ہوتے ہیں۔ جن سے کرامات صادر ہوتے ہیں انہیں خطرہ پیدا ہو جاتا ہے کہ بدلہ یہاں ہی دنیا میں مل گیا اور جن سے کرامات صادر نہیں ہوتے۔ وہ ثواب اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔ لیکن یہ مقصودی چیزیں نہیں ہیں۔ مقصود بالذات اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا اور آنحضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا اتباع کرنا۔ سلف صالحین کے راستہ پر چل کر اور صوفیہ و محققین و مجتہدین کے راستہ پر چل کر، ہمیں تواتر کے ساتھ چار مذہب ملے ہیں اور تواتر ہی کے ساتھ ہمیں چار سلسلہ بھی ملے ہیں۔ ہم اللہ کے بغیر یا شریعت کے بغیر کسی چیز کو مقصود بالذات نہیں سمجھتے۔ نہ کشف کو نہ کرامت کو مقصود بالذات سمجھتے ہیں نہ الہام کو۔ مقصود بالذات ہے رب العالمین کی ذات اور بغیر اتباع سنت کے یہ قطعاً حاصل نہیں ہو سکتی۔

پھر فرمایا کہ ہمیں مخالفت کا قطعاً کوئی ڈر نہیں۔ کیونکہ ہم نے کسی سے ووٹ نہیں مانگنے چندہ بھی نہیں مانگنا، ان لوگوں نے مسجد کو منڈی سمجھ رکھا ہے ہم نے ممبر و محراب کو معاش کا ذریعہ نہیں بنایا ہوا۔ علامہ شعرانیؒ لکھتے ہیں کہ وہ تو میراثی سے بھی بدتر ہیں جو دین کو بیچ کر روٹی کھاتے ہیں۔ وہ ڈھول اور شہنائی بجا کر کھاتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں استغراق کا قائل نہیں فیض کا قائل ہوں۔ سارا جہان انکار کرے لیکن میں انکار نہیں کرسکتا ہمارا تو سارا فیض ہی قبروں سے ملا ہے مگر قبر سے فیض نہیں ہوسکتا جب تک زندہ آدمی ان سے رابطہ نہ کرادے رابطہ کرانے والا زندہ آدمی ہونا ضروری ہے میرے شیخ زندہ تھے۔ انہوں نے میرا رابطہ کرایا فیض ہوگیا۔ اس کے بعد چلتا رہا۔ اگر کوئی سو سال تک قبر پر ایسے ہی بیٹھا رہے تو کبھی فیض نہیں ہوگا آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ساری نعمتوں کے مقابلہ میں نعمت عظمیٰ ہے۔

ضروری اطلاع

آپ کے ہاتھ میں یہ اس سال کا تیسرا شمارہ ہے۔ اگر آپ نے نئے سال کا چندہ مبلغ ۵/۴۰ روپے ابھی تک ارسال نہیں فرمایا تو براہِ کرم آج ہی ارسال فرمائیں ورنہ اگلا شمارہ بذریعہ وی، پی ارسال کیا جائیگا

اس طرح آپ کو

تین روپے زائد ادا کرنے پڑیں گے۔ خدانخواستہ اگر آپ نے "المرشد" کی خریداری کا ارادہ ترک کر دیا ہو تو اس صورت میں بھی آج ہی اطلاع دیجئے تاکہ ہم آپ کے لئے ذہنی کوفت کا سبب نہ بنیں۔

(مدیر)

فہرست مطبوعات ادارہ نقشبندیہ اویسیہ

دلائل السلوک خاص ایڈیشن	۶۰/-	مسئلہ ایمان بالقرآن	۳/-	خدایا ایں کرم بارِ دگر کن	۱۰/-
دلائل السلوک اردو	۲۵/-	بنات رسولؐ	۲/-	بزمِ انجم	۲۰/-
دلائل السلوک انگلش	۶۰/-	داماد رسولؐ	۲/-	علم و عرفان	۲/۵۰
حیات برزخیہ	۲۵/-	تفسیر آیات اربعہ	۵/-	نورِ عظیم	۲.۵۰
حیات انبیاء اول	۱۵/-	حضرت امیر معاویہؓ	۱۰/-	فضائل توبہ و استغفار	۲۵/-
حیات انبیاء مذاہب اربعہ	۱۰/-	دربارِ حبیبؐ میں چند روز	۵/-	پاکیزہ معاشرہ	۱۰/-
الدین الخالص	۲۵/-	اسرار التنزیل اول تا چہارم فی	۱۰/-	حج کی دعائیں تین رنگ	۵/-
		درس قرآن	۵/-		
ایمان بالقرآن	۲۰/-	راہی کرب و بلا	۱/۵۰	امداد السلوک	۲۰/-
تحذیر المسلمین	۲۵/-	ارشاد السالکین	۵/-	ضیاء القلوب	۱۵/-
الجمال والکمال	۵/-	انوار التنزیل	۵/-	فیوض الحرمین	۱۲/۵۰
سیف اویسیہ	۱۰/-	لغزشیں	[illegible]	اللہ کی باتیں	۳۶/-
کمالاتِ عقائد علمائے دیوبند	۵/-	دین و دانش	۱۰/-	احادیث قدسیہ مترجم	۲۰/-
اسرار الحرمین	۵/-	کس لئے آئے تھے	۵/-	اکمال الشیم	۳۳/-
تعارف	۳/-	ذکر اللہ عربی	۳/-	الفتح الربانی	۴۵/-
تحقیق حلال و حرام	۴/-	مغالطے	۵/-	تعلیم الدین	۱۰/-
حرمت ماتم	۴/-	تصوف تعمیر سیرت	۱۰/-	فتوح الغیب	۱۵/-
ایجاد مذہب شیعہ	۴/-	کونوا عباد اللہ	۳/-	ایک نصیحت آموز خط	۳/-
شکست اعدائے حسین	۴/-	اطمینان قلب	۱۵/-	حیات المسلمین	۱۵/-

ماہنامہ
المرشد
بیادگار حضرت امیر علامہ مولانا
اللہ یار خان نور اللہ مرقدہ
★
زیر سرپرستی
حضرت مولانا
محمد اکرم صاحب مدظلہ
اصلاحِ احوال و باطنی اصلاحات

شرح چندہ

فی پرچہ: ۴/-
سالانہ چندہ: ۴۵/-
مشرقِ وسطیٰ: ۱۲۰/-
یورپ: ۱۴۰/-
امریکہ کینیڈا: ۱۶۰/-
لیبیا: ۱۵۰/-

ملنے کا پتہ

ادارہ نقشبندیہ اویسیہ و ماہنامہ "المرشد" دار العرفان منارہ ضلع جہلم
سول ایجنٹ: مدنی کتب خانہ گنپت روڈ۔ لاہور

www.QuranTafseer.net

الحمدللہ کوشش کی گئی ہے کہ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے حوالے سے تمام کتابیں اور آڈیو وڈیو بیانات کو آپکی سہولت کے لیے ایک جگہ پر اکٹھا کر دیا جائے اور تازہ جمعہ بیانات بھی آپ فوراسن سکیں۔ویب سائیٹ کی اینڈرائیڈ اپلیکیشن بھی موجود ہے

آپ اپنے اینڈرائیڈ موبائل میں پلے سٹور سرچ میں جا کر نیچے دیئے گئے الفاظ لکھ کر آسانی سے یہ اپلیکیشن سرچ کر کے انسٹال کر سکتے ہیں۔

اس ویب سائیٹ اور اپلیکیشن سے آپ یہ سب کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔

1-مفسّر، مترجّم ومفکّرِ قرآن حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کی آڈیو، وڈیو اور تحریری تینوں طرح کی مکمل 30 پارہ اردو تفسیر اور مکمل 30 پارہ پنجابی تفسیر آڈیو وڈیو۔ 2-مشکوۃ شریف احادیث کی تشریح آسان ترین انداز میں آڈیو اور وڈیو بیانات۔3- اگر آپ کو قرآن ناظرہ پڑھنا نہی آتا یا آپ نے قرآن پڑھنا بہت پہلے سیکھا مگر اب صحیح تلفظ سے نہی پڑھ سکتے تو اب آپ دس دس منٹ کی کچھ وڈیوز دیکھ کر ناظرہ قرآن روانی سے پڑھنا سیکھ سکتے ہیں۔4-اس زمانہ کے سب سے مشہور 4 قاری صاحبان قاری مشری صاحب قاری السدیس صاحب قاری عبد الباسط صاحب اور قاری عادل الکلبانی صاحب کی آواز میں پورے قرآن کی آڈیوز سن سکتے ہیں۔5-حضرت مولانا امیر محمد اکرم اعوان رحمتہ اللہ علیہ کا نعتیہ کلام 6-ذکر کرنے کا ایسا طریقہ جس سے آپ کا دل اور جسم کا ہر ذرہ اللہ کا ذکر کرنے لگے مکمل تفصیلات موجود۔ 7-پچھلے دس سال کے سالانہ اور ماہانہ روحانی اجتماعات آڈیو وڈیو بیانات کا خزانہ 8-اسلامی سوال جواب ٹی وی پروگرام المرشد کی تمام آڈیوز وڈیوز۔

9-سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کی تمام کتابیں اور 1981 سے آج تک کے تقریبا تمام المرشد میگزین پی-ڈی-ایف میں ڈاؤن لوڈ کے لیے موجود۔ جلسوں، جمعہ بیان، سالانہ، ماہانہ اجتماعات کے بیانات کی تازہ آڈیوز فورا اپلیکیشن اور ویب سائیٹ پر آپ سن سکتے ہیں۔ آئی فون، ونڈوز موبائل اور کمپیوٹر والے حضرات یہ سب کچھ اوپر دی گئی ویب سائیٹ سے حاصل کر سکتے ہیں۔

آپ کی سہولت کے لیے سلسلہ کی کوئی بھی کتاب یا کسی بھی پارہ کی تفسیر پی-ڈی-ایف میں آپ کو اپنے وٹس ایپ پر چاہیے ہو تو اس نمبر پر کتاب کا نام یا پارہ نمبر بتا کر اپنے وٹس ایپ سے میسج کر کے حاصل کر سکتے ہیں۔ 03235205255